عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۰ | ۱۴ تا ۲۰ محرم ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۹ مارچ تا ۴ اپریل ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۴۵

بعثتِ نبوی کے مقاصد و نتائج

قادیانی حمایت کی تازہ تحریک

توضیح وتشریح

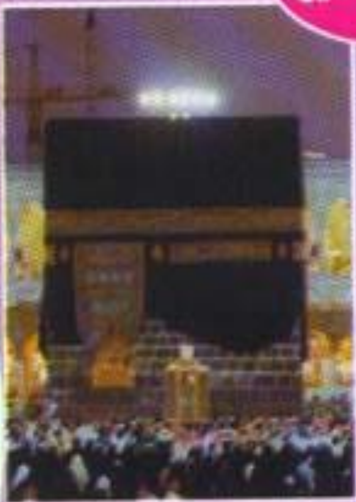

مصائب و مشکلات ایمان کی جانچ کا پیمانہ

اسلام اور پاکستان کے خلاف ایک اور سازش!

مسلم معاشرے میں عورت کا مقام

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں:

س:...... کسی نفع ونقصان کو پیش نظر رکھ کر کوئی آدمی کوئی قدم اٹھائے اور بیماری کے حملہ آور ہونے سے پہلے احتیاطی تدابیر اختیار کرے کہیں یہ توکل کے خلاف تو نہیں؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا صحیح مفہوم سمجھا دیجئے۔

ج:...... توکل کے معنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ہیں، اور بھروسہ کا مطلب یہ ہے کہ کام اسباب سے بنتا ہوا نہ دیکھے بلکہ یوں سمجھے کہ اسباب کے اندر مشیت الٰہی کی روح کارفرما ہے، اس کے بغیر تمام اسباب بیکار ہیں۔ مطلقاً ترک اسباب کا نام توکل نہیں، بلکہ اس بارے میں تفصیل ہے کہ جو اسباب ناجائز اور غیر مشروع ہوں ان کو توکل برخدا بالکل ترک کردے، خواہ فوراً یا بتدریجاً، اور جو اسباب مشروع اور جائز ہیں ان کی تین قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم الگ ہے:

۱:...... وہ اسباب جن پر مسبب کا مرتب ہونا قطعی یقینی ہے جیسے کھانا، ان اسباب کا اختیار کرنا فرض ہے اور ان کا ترک کرنا حرام ہے۔

۲:...... ظنی اسباب...... جیسے بیماریوں کی دوا دارو، اس کا حکم یہ ہے کہ ہم ایسے کمزوروں کو ان اسباب کا ترک کرنا بھی جائز نہیں، البتہ جو حضرات قوت ایمانی اور قوت توکل میں مضبوط ہوں ان کے لئے اسباب ظنیہ کا ترک جائز ہے۔

۳:...... وہمی اور مشکوک اسباب...... یعنی جن کے اختیار کرنے میں شک ہو کہ مفید ہوں گے یا نہیں، ان کا اختیار کرنا سب کے لئے خلاف توکل ہے، گو بعض صورتوں میں جائز ہے۔ جیسے جھاڑ پھونک وغیرہ۔

اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کا شرعی حکم:

س:...... رزق کے بارے میں یہاں تک حکم ہے کہ جب تک یہ بندے کو مل نہیں جاتا وہ مر نہیں سکتا کیونکہ خدا نے اس کا مقدر کردیا ہے۔ خدا کی اتنی مہربانیوں کے باوجود جو لوگ انسانوں کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں، ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ملازمت سے نہ نکال دیئے جائیں، تو اس وقت ڈر خوف وغیرہ رکھنے والے کیا مسلمان ہیں؟ جن کا ایمان خدا پر کم اور انسانوں پر زیادہ کہ یہ خوش ہیں تو سب ٹھیک ہے ورنہ زندگی اجیرن ہے؟

ج:...... ایسے لوگوں کی اسباب پر نظر ہوتی ہے، اور اسباب کا اختیار کرنا ایمان کے منافی نہیں، بشرطیکہ اسباب کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے، البتہ ناجائز اسباب کا اختیار کرنا کمال ایمان کے منافی ہے۔

کیا عالم ارواح کے وعدہ کی طرح آخرت میں دنیا کی باتیں بھی بھول جائیں گی؟

س:...... ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی چار دفعہ حالت بدلے گی: (۱) دنیا میں آنے سے پہلے عالم ارواح میں اللہ سے وعدہ، (۲) عالم دنیا میں قیام، (۳) عالم قبر، (۴) عالم آخرت جنت یا دوزخ۔ مولوی صاحب! ہم کو عالم ارواح میں اپنی روح کی موجودگی کا علم اب ہوا ہے، اور جو روحوں نے اللہ سے بندگی کا وعدہ کیا اس میں ہماری روح بھی شامل تھی، لیکن ہم کو تو پتہ نہ چلا، ہمیں تو اس دنیا میں بتایا گیا کہ تم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا، تو جس طرح عالم ارواح کا ہمیں احساس نہیں ہوا تو کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جزا وسزا (قبر وآخرت) کا ہمیں اس طرح پتہ نہ چلے جس طرح عالم ارواح میں ہمیں کچھ پتہ نہ چلا۔

ج:...... عالم ارواح کی بات تو آپ کو بھول گئی لیکن دنیا کی زندگی میں جو کچھ کیا وہ نہیں بھولے گا۔

کشف والہام اور بشارت کیا ہے:

س:...... کشف، الہام اور بشارت میں کیا فرق ہے؟

ج:...... کشف کے معنی ہیں کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا، الہام کے معنی ہیں دل میں کسی بات کا القا ہوجانا، اور بشارت کے معنی خوشخبری کے ہیں، جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا۔

۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کشف والہام اور بشارت ممکن ہے۔ مگر وہ شرعاً حجت نہیں اور نہ اس کے قطعی ویقینی ہونے کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے، نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جاسکتی ہے۔

کشف یا الہام ہوسکتا ہے لیکن وہ حجت نہیں:

س:...... اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھے کشف کے ذریعہ خدا نے حکم دیا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور فلاں بات کہو، ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج:...... غیر نبی کو کشف یا الہام ہوسکتا ہے، مگر وہ حجت نہیں، نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہوسکتا ہے بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا ورنہ رد کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ (مدعی کشف والہام) سنت نبوی کا متبع اور شریعت کا پابند ہو۔ اگر کوئی شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف والہام کا دعویٰ شیطانی مکر ہے۔

☆☆...........☆☆

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ ۱۴ تا ۲۰ محرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۹ مارچ تا ۴ اپریل ۲۰۰۲ء شمارہ ۴۵

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اسلام اور پاکستان کے خلاف ایک سازش! .... (اداریہ) 4
توضیح و تشریح المجید جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
بعثت نبویؐ کے مقاصد و نتائج .... (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ) 8
مصائب و مشکلات ایمان کی جانچ کا پیمانہ .... (صاحبزادہ حافظ محمد سعید لدھیانوی) 9
قادیانی حمایت کی تازہ تحریک .... (صاحبزادہ طارق محمود) 11
اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف .... (محمد عبداللہ) 13
مسلم معاشرے میں عورت کا کردار .... (مولانا محمد اسماعیل عارفی) 16
والدین کی نافرمانی اور رشتہ توڑنا .... (امۃ اللہ تسنیم) 19
توبہ و استغفار کی برکت .... (مولانا محمد شاہد ندوی) 21
حجۃ الاسلام .... (عبدالواحد) 24

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۱۲۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ 300487-8 کراچی پاکستان بھی ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور پاکستان کے خلاف ایک اور سازش!

گزشتہ دنوں ملک کے دارالحکومت اسلام آباد کے حساس ترین سفارتی علاقے میں امریکی سفارت خانے سے صرف چند سو میٹر دور ایک انٹرنیشنل چرچ پر عیسائیوں کی ہفتہ وار سنڈے سروس کے دوران نامعلوم افراد نے دستی بموں سے حملہ کیا جس میں ایک امریکی سفارت کار کی اہلیہ اور بیٹی سمیت پانچ افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے جن میں دس امریکی' بارہ پاکستانی' پانچ ایرانی' پانچ برطانوی اور تین سری لنکن شہری بھی شامل ہیں زخمی ہونے والے دیگر افراد کا تعلق جرمنی' کینیڈا' آسٹریلیا اور دیگر ممالک سے ہے۔ اس حملہ میں جاپانی سفارت خانے کی فرسٹ سیکریٹری بھی زخمی ہوئیں۔ یہ ہلاکت آفرین حملہ بلاشبہ اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی انتہائی سوچی سمجھی اور منظم سازش ہے۔ اس حملہ کے ذریعہ پاکستان کو عموماً اور اسلام کو خصوصاً بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے ذریعہ درحقیقت مذہبی جماعتوں کو بدنام کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ اس واقعہ سے یہ تاثر بھی ابھرتا ہے کہ ہمارے ملک کے قانون نافذ کرنے والے ادارے اور امن عامہ کے تحفظ کے ذمہ دار ادارے اس قابل نہیں کہ ملک کے دارالحکومت میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کو روک سکیں خصوصاً جب کہ یہ واقعہ حساس سفارتی علاقے کے بالکل نزدیک ہوا ہو۔ امن عامہ کی نگرانی اور سلامتی کے نقطہ نظر سے ملک کے سب سے محفوظ علاقے میں ایسی واردات ہر شخص کے لئے ناقابل تصور ہے مگر یہ واردات نہ صرف یہ کہ وہاں رونما ہوئی بلکہ اس کی حشر سامانی نے دنیا بھر کو دم بخود کردیا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس واقعہ کی سازش تیار کرنے والوں کا اصل مقصد ہی یہ تھا کہ دنیا بھر میں کہرام برپا کیا جائے' اسلام اور پاکستان کے عالمی وقار کو مجروح کیا جائے اور پاکستان کو ایک غیر محفوظ متعصب ملک ثابت کیا جائے۔

اس واقعہ پر بعض طبقات کا خیال ہے کہ یہ واقعہ عالمی دہشت گردی کا حصہ ہے۔ بعض وفاقی وزراء کی رائے کے مطابق اس میں بعض انتہا پسند گروپ ملوث ہوسکتے ہیں جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف حالیہ حکومتی کارروائی پر تندوتیز ردعمل کا اظہار ضروری سمجھا۔ بعض تحقیقاتی حکام نے یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے کہ اس واقعہ کا تعلق امریکی صحافی ڈینیل پرل کے قتل کے بڑے ملزم پر فرد جرم عائد کئے جانے سے بھی ہوسکتا ہے۔ بہرحال یہ واقعہ پاکستان میں غیر ملکی شہریوں کو نشانہ بنانے کا چوتھا واقعہ ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چرچ میں آنے والے عیسائی عبادت گزار اس واقعہ میں ملوث افراد کا اصل ہدف نہیں تھے بلکہ اس واقعہ کے ذریعہ ملک میں مذہبی فسادات اور عدم رواداری کا تاثر اجاگر کرنا اور ملک میں امن وامان کی صورتحال کو ابتر کرنا مقصود تھا۔ بلاشبہ اس واقعہ نے پوری دنیا کو بالعموم اور پاکستانی قوم کو بالخصوص ہلا کر رکھ دیا اور ہر طبقہ کی جانب سے اس پر انتہائی سخت اور غم وغصے پر مبنی ردعمل سامنے آیا۔

اس واقعہ کے رونما ہونے کے فوری بعد ملک کی تمام مذہبی جماعتوں نے اسے دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس سانحہ کے خلاف برملا آواز بلند کی' جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ ملک میں موجود بعض شدت پسندوں کو' جنہوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھ کر مذہب کو نقصان پہنچانے کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے' ملک کی کسی دینی و مذہبی جماعت کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ گزشتہ دنوں بھارت میں جو کچھ ہوا اور اس کے ردعمل میں دنیا بھر میں بھارت کو جس طرح بدنامی کا سامنا کرنا پڑا اس کے بعد پاکستان میں اس قسم کے کسی واقعہ کا صدور ممکن تھا کیوں کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" پاکستان میں اس قسم کے واقعات میں اس درجہ ملوث ہے کہ اب اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رہی' اس لئے اس واردات کے بارے میں فطری طور پر ہر شخص کے ذہن میں پہلا تاثر یہ ابھرا کہ کہیں اس میں بھارت کی خفیہ ایجنسی را کا ہاتھ تو نہیں ہے؟ بھارت کی پاکستان دشمنی مسلّم ہے اور ملک گزشتہ کئی سالوں سے جس طرح بھارت اور اس کی خفیہ ایجنسیوں کی بھیانک سازشوں اور دہشت پسندانہ سرگرمیوں کا ہدف بنا ہوا ہے اس کی وجہ سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بھارت میں مسلمانوں پر مظالم اور ان کے قتل عام' مساجد کو نظر آتش کئے جانے اور ایودھیا میں ہندوؤں کی پوجا پاٹ کے حالیہ واقعات کے بعد پاکستان کے خفیہ ادارے ہوشیار ہوجاتے اور پاکستان میں تمام مذاہب کی عبادت گاہوں پر سیکوریٹی سخت کردی جاتی لیکن نامعلوم وجوہات کی بنیاد پر عبادت گاہوں کی سیکوریٹی پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی جس نے چرچ کے حالیہ افسوسناک واقعہ کو جنم دیا۔ اس وقت ملک کو اس

کوتاہی کا نا قابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ عالمی دنیا میں پہلے ہی اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں دہشت گردی کا امیج نمایاں کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور پاکستان میں اس واقعہ کا رونما ہونا یہ ثابت کرانے کے لئے ہے کہ چونکہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اس میں مسلمان رہتے ہیں اس لئے مسلمان عیسائیوں کے خلاف اس دہشت گردی کے واقعہ کے ذمہ دار ہیں۔ مقصد صاف ظاہر ہے' مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی جنگ شروع ہو جائے جس سے اس واقعہ کے ذمہ دار عناصر اپنا مفاد حاصل کر سکیں۔ قادیانی جو پہلے ہی مسلمانوں اور عیسائیوں کو مختلف حیلہ بہانوں سے لڑوانے کی سازشوں میں مصروف رہتے ہیں یقیناً بہت خوش ہوں گے کہ کم از کم پاکستان کی حد تک تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں قادیانیوں کی ایما پر جس طرح امریکی ایوان نمائندگان نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے قوانین اور توہین رسالت کے قانون کی منسوخی کا مطالبہ کیا اس کا پاکستان کی جانب سے قبول نہ کیا جانا یقیناً قادیانیوں کے دلوں پر چھری چلنے سے بھی زیادہ سخت گزرا ہوگا اور وہ یقیناً اس تاک میں ہوں گے کہ کسی طرح پاکستان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے اور کسی طرح امریکہ اور دیگر عیسائی ممالک کو پاکستان کے خلاف کیا جائے۔ اس لحاظ سے حالیہ واقعہ کی تفتیش کے دوران قادیانیوں کے ملوث ہونے کے امکان کو بھی مدنظر رکھا جانا چاہئے۔

صدر مملکت کے بیرونی ممالک کے حالیہ دوروں کے باعث پاکستان میں یہ امیدیں باندھی جارہی تھیں کہ اب ملکی معیشت میں بہتری کی صورت پیدا ہونے والی ہے اور پاکستان میں ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کا ایک سیلاب آنے والا ہے مگر حالیہ واقعہ کے بعد غیر ملکی سرمایہ کار پھر سہم جائیں گے کیونکہ ان کی جانب سے ماضی میں بھی یہی اصرار سب سے زیادہ شد و مد سے کیا جا رہا تھا کہ ملک میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنایا جائے' تب ہی بیرونی سرمایہ کاری ممکن ہو سکے گی۔ پاکستان میں امن وامان کے حوالے سے کچھ دنوں سے صورتحال کچھ بہتر ہوئی تھی لیکن حالیہ واقعہ کے حوالے سے عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ جو کچھ بین الاقوامی رائے عامہ تک پہنچ رہا ہے اس سے پاکستان کی داخلی صورت حال کے بارے میں شکوک وشبہات اور خوف وہراس کی فضا کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ گویا حالیہ واقعہ میں ملوث عناصر نے اپنے اس اقدام کے ذریعہ پاکستان کو بیک وقت اسلامی شناخت' ملکی امیج' اقتصادی' سیاسی اور بین الاقوامی سطح سمیت متعدد محاذوں پر نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس صورت حال کے ازالہ کے لئے ضروری ہے کہ اس واقعہ میں ملوث افراد کو فی الفور گرفتار کر کے اصل حقائق دنیا کے سامنے لائے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ماضی کی طرح ایک بار پھر اس واقعہ کی ذمہ داری مذہبی جماعتوں اور دین دار حضرات پر تھوپ کر اسلام کو بدنام کرنے کی تکمیل کی جائے' جو یقیناً اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کے جرم میں شرکت کے مترادف ہوگا۔

ایک وضاحت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فرقہ واریت سے پاک ایک غیر سیاسی جماعت ہے جو اپنے قیام سے لے آج تک فتنہ قادیانیت کے سد باب کے لئے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے مصروف عمل ہے۔ بدقسمتی سے کچھ عرصے سے بعض اخبارات زرد صحافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حقائق کو مسخ کر کے جماعت کی طرف منسوب کرنے کے مکروہ عمل میں مصروف ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک اخبار نے یہ خبر شائع کی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیرونی ممالک میں اکاؤنٹ کو منجمد کیا جا رہا ہے اور عملہ کے ارکان سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ ان اطلاعات پر ہمارے بعض محبین نے ہم سے اپنی تشویش کا اظہار کیا اور حقیقت حال دریافت کی۔ ہم ان کی تسلی اور حقیقت حال کی وضاحت کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیرونی ملک میں اکاؤنٹ منجمد کئے جانے کی ایک اخبار میں شائع ہونے والی حالیہ خبر قطعاً بے بنیاد ہے' اسی طرح عملہ کے ارکان سے پوچھ گچھ کی خبروں میں بھی کوئی صداقت نہیں ہے۔ ہماری جماعت کا تمام ریکارڈ اوپن ہے۔ اس لئے اس قسم کی خبروں پر اعتماد نہ کیا جائے۔ نیز ہم ایسے اخبار کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق بھی محفوظ رکھتے ہیں۔

اہم اعلان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی نجی مصروفیات اور ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی بیرون ملک مصروفیات کی وجہ سے یکم صفر ۱۴۲۳ھ کا جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور ملتان دفتر میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے۔ ان پروگراموں کی نئی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

(ادارہ)

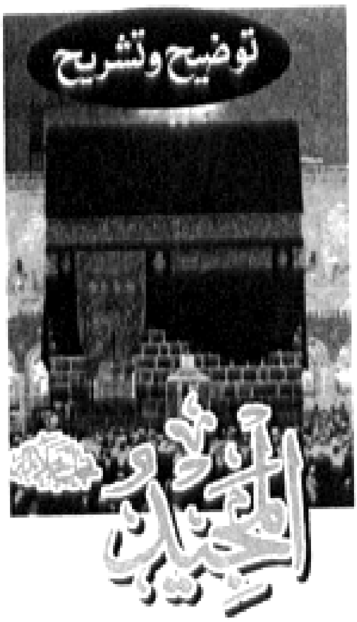

مولانا محمد اشرف کھوکھر

مجید کے معنی: بزرگ' بزرگ وار' گرامی' بلند پایہ' عالی مرتبت اور بلند و بالا شان والا کے ہیں۔ المجید جل جلالہٗ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے۔ قرآن پاک میں یہ اسم متعدد جگہوں پر آیا ہے۔ مجید' ماجد و امجد صرف اس اللہ کی ذات ہے جو عزت و مجد اور شرف میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ المجید جل جلالہ کی ذات والا صفات کی عظمت و بزرگی' شان و شوکت' مد و جزر فنا و زوال سے بلند و بالا ہے۔ جسمانی و روحانی عظمتیں' طاقت و قوت' مالداری' دولتمندی' جائیداد و افسری اور بادشاہی اور عظمت و بزرگی کے تمام درجات کو پیدا کرنے والی ذات المجید جل جلالہ ہی کی ہے۔ ہر طرح کی حمد و ثنا' تمجید و تہلیل اسی المجید جل جلالہ کے لئے ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے:

"انہ حمید مجید"

ترجمہ: "بے شک وہ تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے۔" (ہود:۷۳)

وہی المجید جل جلالہ ہے جس نے پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیا و رسل کا سردار نبی و رسول بنا کر تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ پر قرآن کو نازل فرمایا:

"ق و القرآن مجید"

ترجمہ: "(ق) قسم ہے قرآن کی جو عالی مرتبت ہے۔"

عرش عظیم' قرآن مجید اور جملہ انبیا علیہم السلام کو شرف و مجد دینے والا اور دنیا و مافیھا سے بلند و بالا وہی المجید جل جلالہ ہے۔

مال و عیال' جائیداد' افسری و بادشاہی کی بنا پر حاصل شدہ عظمتیں انسان کی موت کے ساتھ مر جاتی ہیں' مگر علمی عملی اور روحانی عظمتیں باقی رہتی ہیں۔

جس طرح علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اسی طرح انسان کی ایمان' تقویٰ کی بنا پر روحانی عظمتیں مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہیں۔ مثلاً بعض اللہ تعالیٰ کے متقی اور پرہیزگار بندے' دنیا میں بہت سی تکالیف و مصائب سے دوچار ہوتے ہیں' دنیا والے ان کو جینے کی سزا دیتے ہیں لیکن جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں' ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو ان کی نیکی اور پرہیزگاری ضرب المثل بن جاتی ہے اور اللہ کے بندوں کے دلوں میں ان کے تقویٰ و طہارت اور روحانی عظمتوں اور رفعتوں کے باعث ان کی بزرگی کی دھاک بیٹھ جاتی ہے' جیسے ہی ماضی کے ان نیک لوگوں کا تذکرہ ان کی زبان پر آتا ہے تو علیہ السلام رضی اللہ عنہ' رحمۃ اللہ علیہ اور علیہ الرحمہ جیسے دعائیہ جملے ان کی زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مال و زر جہاں اور عہدہ و منصب کے باعث حاصل شدہ عظمت و بزرگی عارضی و فانی ہے اور نیکی کی بنا پر حاصل شدہ عظمت و بزرگی' شان و شوکت' عظمت و رفعت ہی اصل بزرگی ہے جو المجید جل جلالہٗ کی توفیق سے نیک اعمال و افعال اور کردار کی بنا پر ملتی ہے۔

"مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔"

ترجمہ: "پاکیزہ بات کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑ زمین میں ہو اور شاخیں آسمان میں' وہ اذن الٰہی سے ہر دم پھل دیتا رہتا ہے۔ اللہ زیادہ کر دیتا ہے جتنا چاہے اور باقی رکھتا ہے جتنا چاہے۔"

کہا جاتا ہے کہ مشاہیر عالم' فلاسفہ' علما' دانشور و مفکرین اپنے دور حیات میں اتنے عظیم نہ سمجھے جاتے تھے جتنا کہ مرور زمانہ سے بعد کے زمانوں میں قابل احترام اور عظیم سمجھے گئے۔ مثلاً: پیغمبران حق کو دیگر تمام انسانوں سے بڑھ کر تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور اہل عالم نے ہر طرح ستایا' مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت' شان و شوکت اور عظیم مرتبہ سے اگر قریش مکہ واقف ہو جاتے اور وہ مال و زر جہاں اور شیطان کے دھوکے میں نہ آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ اپنے آبائی شہر مکہ اور جوار کعبہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے پر مجبور نہ ہوتے اور کفار کے ساتھ جنگوں کی نوبت نہ آتی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ' تابعین' تبع تابعین اور اولیائے امت کو اہل دنیا اتنا نہ ستاتے جتنا کہ ستایا گیا۔ ائمہ مجتہدین میں سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کو دیکھئے۔ زندگی بھر کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے یہاں تک کہ جنازہ بھی جیل سے نکلا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دربار اکبری میں کلمۂ حق کہنا' حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ' حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ' حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ' امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ' حضرت مولانا محمد حیاتؒ' حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ' حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ' حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی عظمتوں اور رفعتوں کو ہم اس لئے سلام کرتے ہیں کہ ان کی نیکی' تقویٰ و طہارت اور ان کی اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے شمار بے دریغ قربانیاں ان کے عظیم کردار کا نشان ہیں' یہاں تک کہ بعض نیک بختوں نے المجید جل جلالہ کی عظمت و رفعت' شان وشوکت' کا پرچم بلند کرنے کے لئے اپنا آخری قطرۂ خون بھی بہا کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ جان تو آنی جانی ہے' فانی ہے' اگر عظمت و بزرگی' شان و شوکت رفعت ہے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے عطا کردہ جسم و جان کو اسی المجید جل جلالہ کی راہ میں قربان کر دینے میں ہے۔ معلوم ہوا کہ عظمت و رفعت جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے ہر نیک عمل ایک بڑا کارنامہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حق ہمیشہ افراط و تفریط کے درمیان ہوتا ہے۔ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ اعتدال ہی ہر کام میں بہتر ہے۔ واقصد فی مشیک۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیر الامور اوسطھا" (میانہ روی بہتر عمل ہے)۔

یہی صراط مستقیم ہے جس کے بارے میں سورۂ بقرہ میں ہے کہ: "انعم اللہ علیھم من النبیین...... صالحین (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر انعام کیا جو نبیین تھے صدیقین' شہداء اور صالحین میں سے تھے)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا کامیاب و کامران اور فوز وفلاح پانے والے گروہوں کی عظمت و رفعت اور شان وشوکت ان کے نیک اعمال و افعال اور روشن کردار کی بنا پر تھی جو انہیں المجید جل جلالہ نے عطا کی تھی۔

> **مال وعیال' جائیداد' افسری و بادشاہی کی بنا پر حاصل شدہ عظمتیں انسان کی موت کے ساتھ مر جاتی ہیں مگر علمی' عملی' ایمانی اور روحانی عظمتیں باقی رہتی ہیں**

سبحان ذی المجد والکرم

سبحان ذی الجلال والاکرام

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولوا: "اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔"

(صحیح مسلم' الصلاۃ حدیث ۴۰۵)

"جب صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر کون سا درود شریف پڑھا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا درود ابراہیمی تلقین فرمایا۔"

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کسی نے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا: "تقویٰ حاصل کر کہ بھلائی کی جڑ ہے اور قرآن کی تلاوت کر کیونکہ قرآن کی تلاوت تیرے لئے زمین میں نور اور آسمان والوں میں ذکر خیر کی موجب ہے اور خاموشی کو خصلت بنا کہ خاموشی شیطان پر غلبہ کا بہترین ذریعہ ہے۔"

کسی انسان کو بزرگ ماننا نسبی شرف اور تقویٰ کی بنا پر ہے۔ یا المجید جل جلالہ کے ساتھ پختہ تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و اطاعت کی بنا پر ہوتا ہے نہ کہ جسمانی ڈیل ڈول' مالداری' عہدہ و منصب کی بنا پر' عہدہ اکی رستم جہاں' اور ایسے فرمانروا کو بزرگ نہیں ماننا چاہئے جو المجید جل جلالہ کا نافرمان ہو۔

ہم المجید جل جلالہ کی بارگاہ شرف و مجد میں انتہائی تضرع و عاجزی سے سچی اطاعت و محبت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم اور حصول تقویٰ و بزرگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق کے طلبگار ہیں۔

ترا نور شمس و قمر میں ہے تو شجر میں برگ شجر میں ہے
جہاں ڈھونڈوں تجھ کو وہیں ہے تو تیری شان جل جلالہ
یہ دعا الٰہی قبول ہو مرے دل میں عشق رسول ہو
یہی میرے دل کی ہے آرزو تیری شان جل جلالہ

اے بزرگ و برتر رب! ہمیں علم و حکمت' حسن اخلاق' پاکیزہ جذبات و کیفیات' پختہ ایمان و یقین' بلند نظری' جذبہ ایثار' ذوق وشوق آخرت' جذبہ زہد و قناعت' محبت و الفت باہمی' حسن سلوک و ہمدردی' باہمی مودت' مواسات اور مکارم اخلاق کی توفیق عطا فرما۔ ذوق عبادت' خوف و خشیت' توبہ و انابت' دعا و تضرع کی توفیق عطا فرما۔ (آمین یارب العالمین)

بعثت نبویؐ کے مقاصد ونتائج

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وتعلیم کے مقاصد و نتائج جہاں قرآن مجید میں بیان فرمائے گئے ہیں' وہاں صراحتہ ان چار چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے: (۱) تلاوت' (۲) تعلیم کتاب' (۳) تعلیم حکمت' (۴) تزکیہ نفس۔ فرمایا گیا ہے کہ:

''وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا' جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے' اور انہیں پاک کرتا ہے' اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے' اور بیشک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔''

نیز فرمایا کہ:

''جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے' اور تمہیں پاک کرتا ہے' اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے' اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

درحقیقت بعثت محمدیؐ ان چاروں شعبوں پر مشتمل تھی' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دنیا کو نیا آسمانی صحیفہ عطا کیا' نیا علم وحکمت عطا کیا' اسی طرح نئے اخلاق' نئے جذبات وکیفیات' نیا یقین وایمان' نیا ذوق وشوق' بلند نظری' نیا جذبہ ایثار' نیا شوق آخرت' نیا جذبہ زہد وقناعت' دنیا کی متاع حقیر اور دولت فانی کی تحقیر' نئی محبت والفت' حسن سلوک وہمدردی' برومواسات' مکارم اخلاق' اسی طرح سے نیا ذوق عبادت' خوف وخشیت' توبہ و انابت' دعاو تضرع کی دولت عطا فرمائی' اور انہیں خصوصیات کی بنیاد پر وہ نیا اسلامی معاشرہ اور دینی ماحول قائم ہوا جس کو ''عہد رسالت'' اور ''عہد صحابہ'' کے الفاظ سے عام طور پر تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ ان مقاصد ونتائج بعثت کے کامل ترین نمائندہ اور بہترین نمونہ تھے' اگر ان شعبہ ہائے نبوت کو عام زندگی میں جلوہ گر دیکھنا ہو تو صحابہ کرامؓ کی جماعت کو دیکھ لیا جائے۔

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت وتعلیم ان تمام سعادتوں کا سرچشمہ تھی' اور اس سے یہ پوری زندگی اور قرن اول کا اسلامی معاشرہ وجود میں آیا' لیکن اگر اس کے طریق عمل کی تفصیل اور اس کے ذرائع و وسائل کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس محیر العقول انقلاب کا ذریعہ اور اس نئے معاشرہ اور نئی امت کی تشکیل کے عناصر وارکان یہ تین چیزیں تھیں: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی' آپ کی زندگی' سیرت واخلاق' (۲) قرآن مجید' (۳) آپ کے ارشادات وہدایات' مواعظ ونصائح اور تعلیم و تلقین۔

اگر غور کیا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ بعثت نبویؐ کے مقاصد ونتائج کے کامل ظہور میں اور جدید امت کی تعمیر وتشکیل میں ان تینوں عناصر وارکان کا دخل ہے' اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ان تینوں کے بغیر ایک مکمل معاشرہ' مکمل زندگی' اور ایک ایسی ہیئت اجتماعی جس میں عقائد' اعمال' اخلاق' جذبات' اذواق' رجحانات' تعلقات' سب ہی ہوں' وجود میں نہیں آسکتی' زندگی کے لئے زندگی شرط ہے۔ یہاں دیئے سے دیا جلتا ہے' صحابہ کرامؓ اور ان کے صحیح جانشینوں کی زندگی میں ہمیں عقائد واعمال کے ساتھ جو خالص اسلامی اخلاق اور اس سب کے ساتھ جو اعلیٰ ذوق اور گہرے دینی جذبات اور دینی کیفیات نظر آتی ہیں' وہ تنہا تلاوت کتاب کا نتیجہ نہیں' بلکہ اس کامل ترین' موثر اور محبوب ترین زندگی کا بھی اثر ہے' جو شب وروز ان کے سامنے رہتی تھی' اس سیرت واخلاق کا بھی اثر ہے جس سے وہ حیات طیبہ میں برابر مستفید ہوتے تھے' اس سب کے مجموعہ سے اسلام کا وہ مزاج خاص وجود میں آیا جس میں صرف قواعد وضوابط اور ان کی قانونی پابندی نہ تھی' بلکہ ان پر عمل کرنے کے محرکات وترغیبات اور عمل کی صحیح کیفیات اور روح بھی تھی' اور حدود کی پابندی اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ لطیف احساسات اور مکارم اخلاق کے دقائق بھی تھے۔

☆☆........☆☆

مصائب و مشکلات ایمان کی کسوٹی

اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ مکرمہ میں جو شخص بھی اسلام کی دعوت کو قبول کرتا وہ مصائب و مشکلات کے طوفان کی لپیٹ میں آ جاتا' کوئی کمزور اور غریب شخص اسلام قبول کرتا تو کافر اس کو طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے اور اذیت کا نشانہ بناتے' کوئی دکاندار' تاجر یا کاریگر اس عالمگیر دعوت کو قبول کرتا تو مشرکین مکہ اس پر روزی کے دروازے بند کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے تاکہ وہ بھوک کی شدت سے بے حال ہو جائے' خاندان' کنبہ و قبیلہ اس کا بائیکاٹ کر دیتا' اس کو زندہ رہنے کے حق سے محروم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی تاکہ وہ تنگ آ کر اسلام سے باز آ جائے۔ ان حالات کی وجہ سے عجیب خوف و ہراس اور دہشت کی صورتحال تھی' کوئی شخص اسلام لاتا تو گویا آگ کے انگاروں کا سودا کر لیتا۔

اس کا اثر یہ تھا کہ لوگ اگرچہ دل سے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو قبول کر لیتے تھے لیکن اس کا برملا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ ان حالات میں مسلمان پکار اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ سخت ترین حالات جن سے ان اہل ایمان کو گزرنا پڑا ان حالات سے اگر ہمیں گزرنا پڑے تو ہمیں اپنا ایمان بچانا انتہائی مشکل ہو جائے لیکن ان حالات میں بھی ان اللہ کے بندوں نے مصائب و مشکلات کو برداشت کرنا گوارا کر لیا لیکن ایمان کا سودا نہیں کیا' ان مسلمانوں کے بارے میں قرآن کریم کی گواہی موجود ہے کہ:

''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہو گے؟ حالانکہ تم کو ہنوز ان لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے گزرے ہیں' ان پر ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور ان کو یہاں تک جنبش ہوئیں کہ پیغمبر تک اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہو گی؟ یاد رکھو! بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد نزدیک ہے۔''

(سورۂ بقرہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے جو مومنوں

صاحبزادہ حافظ محمد سعید لدھیانوی

سے دنیا و آخرت میں کامیابیوں کے وعدے کئے ہیں وہ ایسے نہیں کہ لوگ محض ایمان کا زبانی دعویٰ کر کے ان کے حق دار بن جائیں بلکہ اس کے لئے تمہیں امتحان و آزمائش کی سخت گھاٹیوں کو عبور کرنا پڑے گا اور اپنے دعوے کی سچائی کا ثبوت مہیا کرنا پڑے گا' اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور جنت کا ملنا اتنا آسان نہیں کہ بس زبان سے دعویٰ کر لیا اور جنت میں چلے گئے' اس کے لئے تو مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا' جان و مال کا نقصان اٹھانا ہو گا' تمہارا خوف و ہراس سے بھی امتحان لیا جائے گا' اس ایمانی دعوے سے ہٹانے کے لئے مختلف لالچ دیئے جائیں گے' ہر وہ چیز جو تمہیں عزیز ہے اسے اللہ کی رضا کے لئے قربان کرنا پڑے گا' تکالیف و مشکلات جو تمہیں ناگوار گزرتی ہیں انہیں اللہ کی رضا کے لئے برداشت کرنا پڑے گا' تب کہیں جا کر پتہ چلے گا کہ جو دعویٰ تم نے کیا ہے وہ سچا ہے۔

مکہ کے یہ حالات سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے' یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے ساتھ اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور ہجرت کر کے مدینہ آنا پڑا' صحابہ کرامؓ نے جب مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کو اپنا مستقر بنایا تو مدینہ کے حالات بھی کچھ کم صبر آزما نہ تھے' ہجرت کے بعد مدینہ کی ابتدائی زندگی انتہائی معاشی مشکلات' مختلف قبائل کی طرف سے خطرات' یہودیوں کی مخالفتوں اور منافقوں کی اندرونی و بیرونی شرارتوں اور خباثتوں پر مشتمل تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان کٹھن اور صبر آزما حالات میں بھی اپنے ایمان کو ڈگمگانے نہ دیا' بلکہ اپنے کامل ایمان والا ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ اسی دوران غزوۂ بدر پیش آیا' جس میں ۳۱۳ صحابہ کرامؓ کی جماعت کفار کے اپنے سے تین گنا زیادہ لشکر کے مقابلہ میں اپنے ایمانی دعوے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہونے کا امتحان دینے کے لئے میدان بدر میں اتری اور

سرخروئی اور کامیابی کی ضمانت لے کر میدان سے لوٹی۔ اس غزوہ کو سال گزرنے نہ پایا تھا کہ معرکہ احد پیش آ گیا' اس موقع پر بھی مشکلات و مصائب پیش آئے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہوا کہ:

''کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ اور ہم تو ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں' سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔''

(سورۃ عنکبوت)

اللہ جل شانہ کے ان ارشادات سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کی آزمائش فرماتا ہے' ان کو سخت حالات سے دوچار کرتا ہے' طرح طرح کے مصائب و مشکلات ان پر پڑتی ہیں اور حالات صاف طور پر بتادیتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض اس لئے ہو رہا ہے کہ انہوں نے ایمان کا دعویٰ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآن کریم میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اس طرح کی جو آزمائشیں آتی ہیں ان کی اصل وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ یہ بات اچھی طرح ایمان والوں کے ذہنوں میں بٹھانا چاہتے ہیں کہ دراصل آزمائش ہی وہ کسوٹی ہے جس سے کھرا اور کھوٹا پرکھا جاتا ہے' جب آزمائشیں آتی ہیں تو کھوٹا خود ہی اللہ کی راہ سے دور ہو جاتا ہے اور کھرا حق پر ڈٹا رہتا ہے' اس طرح یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کے انعامات اور جنت کا مستحق ہے اور کون اس کا حق دار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا قرآن میں بار بار ذکر ہے۔ سابقہ امتوں کے واقعات سے پتا چلتا ہے کہ اہل ایمان کی آزمائش ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حالات دیکھئے اور پھر اپنی صورتحال پر نظر ڈالیے کہ ہمیں ان جیسی مشکلات سے ذرا بھی واسطہ نہیں پڑا' گو کہ دعویٰ ایمان تو ہم بھی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں محض اپنے لطف و کرم اور اپنے نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان مصائب و آلام کا شکار ہونے سے بچا لیا' البتہ بعض ادنیٰ درجے کی مشکلات ہمیں بھی پیش آ سکتی ہیں۔ یوں تو زندگی میں حالات بدلتے رہتے ہیں' کبھی نرمی ہے کبھی گرمی' کبھی آسانی ہے کبھی دشواری' کبھی راحت ہے کبھی پریشانی' دنیا کی زندگی میں مشکلات مسلم و غیر مسلم دونوں کو پیش آتی ہیں لیکن اہل ایمان ان مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان مشکلات اور آزمائشوں سے نکلنے کی صورت پیدا فرما دیتے ہیں جبکہ کفار ایسے مواقع پر بھی ضد' ہٹ دھرمی اور اپنے جھوٹے خداؤں کی طرف رجوع کر کے اللہ کی ناراضی اور اپنی مشکلات میں اضافہ کا سامان کرتے ہیں۔ ہاں یہ ہے کہ مشکلات مقبولان الٰہی کے لئے قرب خداوندی اور بلندیٔ درجات کا سبب بنتی ہیں اور مردود بارگاہ الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ سے بُعد اور ان کی موجودہ حالات میں مزید پستی کا سبب بنتی ہیں۔ ہم ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور ایمان اور اسلام کے تقاضوں سے پہلو تہی بھی کرتے ہیں اور اگر ان ایمانی تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو صرف اس حد تک جس حد تک ہمارے مفادات پر ضرب نہ پڑے اور کسی سے کسی طرح کی کشمکش نہ ہونے پائے۔ مثال کے طور پر اسلام کہتا ہے کہ نماز باجماعت کا اہتمام کیا جائے اور ہم اس تقاضے کو پورا ہی نہیں کرتے' اور اگر پورا کرتے بھی ہیں تو صرف اس حد تک کہ نہ تو ہمیں کسی افسر کی مرضی کے خلاف دفتر کا کام چھوڑ کر نماز کے لئے جانا پڑے اور نہ ہماری دکان اور کاروبار پر اس سے کوئی اثر پڑے۔ ہم ہر قدم پر دیکھتے ہیں کہ ہمارے کسی قول و فعل سے دنیادار ناراض تو نہیں ہو جائیں گے؟ ہمیں یہ پروا قطعاً نہیں ہوتی کہ اگر ہم نے دنیا والوں کی خاطر کوئی دینی حکم چھوڑ دیا تو اس پر اللہ رب العزت ہم سے کس قدر ناراض ہوں گے۔ دنیا کی خاطر ہم دین کی تعلیمات کو چھوڑ دیتے ہیں اور ہمیں اس پر کوئی افسوس بھی نہیں ہوتا۔ ہماری کمزوری یہ ہے کہ اسلام کے مقابلے میں رسم و رواج اور برادری' کنبہ اور قبیلہ سے مغلوب ہو جاتے ہیں' برادری کے رسوم و رواج کی پیروی ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے روک دیتی ہے' یہ تمام باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ہمارا ایمان کمزور ہے ورنہ ہم اسلام پر کسی چیز کو فوقیت نہ دیتے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام اور ایمان کو ہر چیز پر فوقیت دیں' ہمیں اپنے نفس کو اس بات کا عادی بنانا پڑے گا کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مقابلے میں کسی چیز کو اہمیت نہ دے۔ جب اسلام کی اہمیت ہمارے دلوں میں اپنی جان' اپنے مال' اپنی آل و اولاد' اپنے والدین اور اپنے دوست احباب سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی تب ہمارا ایمان کامل ہو جائے گا اور تب ہم اللہ کی مدد کے حق دار ہو جائیں گے۔ ••

قادیانی حمایت کی تازہ تحریک

صاحبزادہ طارق محمود

وزارت خارجہ کے ترجمان عزیز احمد خان نے اس امر کی دوٹوک وضاحت کی ہے کہ حکومت توہین رسالت اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق بنائے گئے قوانین میں کوئی ترمیم نہیں کرے گی اور نہ ہی آئینی دفعات کے حوالہ سے ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے۔ ۱۹/فروری کے اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں سے شائع ہوئی تھی کہ:

''امریکہ میں ایوان نمائندگان میں ایک قرارداد کے ذریعہ پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ توہین رسالت اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے قوانین کو ختم کرے۔''

یہ قرارداد صدر پرویز مشرف کے دورۂ امریکہ کے دوران ۱۴/فروری ۲۰۰۲ء کو پیش کی گئی' جو مزید غور کے لئے امریکی ایوان نمائندگان کی امور خارجہ کی کمیٹی کے سپرد کردی گئی ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدہ کی شق ۱۸ کے تحت ہر کوئی انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنا مذہب' اعتقاد یا آزادی بدل سکتا ہے۔ قرارداد میں بتایا گیا کہ پاکستان میں مذہب کی بنیاد پر امتیاز برتا جارہا ہے۔

اس خبر کے حوالے سے عوامی سطح پر تشویش اور بالخصوص دینی طبقے میں اضطراب کی جو لہر اٹھی تھی حکومتی تردید اس کو قدرے کم کرنے کا باعث بنی۔ دورۂ امریکہ کے دوران جنرل پرویز مشرف سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا کہ کیا وہ توہین رسالت کا قانون ختم کریں گے؟ اس پر صدر صاحب کا جواب تھا کہ انہوں نے پہلے ہی بہت سے محاذ کھول رکھے ہیں۔

چند روز پہلے اقلیتی امور کے وفاقی وزیر ایس کے ٹریسلر نے پاکستان میں متعین ایک غیر ملکی سفیر کے حوالہ سے انکشاف کیا تھا کہ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے والی آئینی ترمیم کا خاتمہ ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ کسی بھی قانون کے غلط استعمال کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس قانون ہی کو ختم کردیا جائے۔ اس حوالے سے گزشتہ برس توہین رسالت کے قانون پر طبع آزمائی کی جاچکی ہے لیکن بپھرے ہوئے عوامی جذبات کے پیش نظر جاپان سے واپس آتے ہی اسلام آباد ایئرپورٹ پر صدر مملکت نے اس قانون کو بحال رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ اس تلخ تجربے کے بعد توہین رسالت کے قانون کے بارے میں پوچھے جانے والے سوالات کا انتہائی دوٹوک انداز میں جواب دینے کی ضرورت ہے۔

تحفظ ناموس رسالت ایکٹ ہو یا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم' ایک اسلامی نظریاتی مملکت میں انہیں اس لحاظ سے خصوصی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے کہ ان قوانین کو پارلیمنٹ کی تائید سے آئینی تحفظ حاصل ہے۔ قادیانیوں کو ۱۹۷۴ء میں اس وقت کی منتخب قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ یہ بات واضح رہے کہ عوامی نمائندوں پر مشتمل یہ قومی اسمبلی عام انتخابات کے نتیجہ میں معرض وجود میں آئی تھی۔ یہ انتخابات اس حوالے سے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ کہے جاتے ہیں کہ یہ فوج کی نگرانی میں ہوئے تھے۔ قادیانی اس برسراقتدار جماعت کے ہاتھوں غیر مسلم اقلیت قرار پائے جسے کامیاب کرانے کے لئے انتخابی مہم میں قادیانی جماعت نے نہ صرف ''نصرت جہاں فنڈ'' قائم کیا تھا بلکہ اپنے کارکن دے کر افرادی قوت بھی مہیا کی تھی۔ قادیانی جماعت کے رہنماؤں نے تمام سیاسی جماعتوں کو چھوڑ کر اس وقت کی حکمران جماعت کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ اس جماعت کا منشور' طرز عمل اور طریقہ کار سیکولرازم پر مبنی تھا جو کہ قادیانی جماعت کے مستقبل کی ضمانت تھا۔ اس کردار سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مذہبی جماعت ہونے کی دعویدار قادیانی جماعت سیکولرازم کے ساتھ کیسے منسلک ہوئی' قادیانیوں کو ملاؤں نے غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا تھا' جس اسمبلی اور جن لوگوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا وہ سیکولر تھے' لبرل تھے' مغرب کے فیض یافتہ تھے' بعض ان میں

کمیونسٹ ذہن کے تھے۔ اس وقت کے سیاسی رہنماؤں کے مذہب کے بارے میں خیالات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھے' لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں یہ سب حضرات ایک ہی صف میں شامل تھے۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ قادیانیوں کے خلاف جذباتی فیصلہ دیا گیا اور انہیں راتوں رات مسلمانوں کی صف سے نکال باہر کیا گیا۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو قومی اسمبلی کے فورم پر صفائی کا موقع فراہم کیا گیا۔ ان پر جرح کرنے والے مولانا مفتی محمودؒ' مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا مصطفیٰ الازہری کے بجائے سوٹ بوٹ میں ملبوس اور بنیاد پرستی کی کوئی علامت نہ رکھنے والے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار تھے۔

قادیانیوں کے کفر کا جو فیصلہ عوامی نمائندگان کے ایوان میں کیا گیا' اس پر پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت' سپریم کورٹ' ہائی کورٹ اور اندرون و بیرون ملک کی عدالتوں نے مہر تصدیق ثبت کی اور ان کے مذہب کو اسلام سے متصادم اور اسلام کے متوازی ایک الگ دین قرار دیا' اور انہیں مسلمانوں کے متوازی ایک علیحدہ قوم قرار دیا' اور قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر' دجال' جھوٹا' دغاباز' مکار اور بے ایمان قرار دیا۔ اب تک قادیانی مسئلہ کو محض جنونی ملاؤں کا مسئلہ قرار دیا جاتا رہا تھا لیکن قادیانیوں کے بارے میں ماریشس اور جنوبی افریقہ کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان عدالتوں کے بارے میں کوئی منفی رائے قائم نہیں کی جاسکتی اور نہ ان پر ملائیت کی تہمت لگائی جاسکتی ہے۔

پاکستان کی طرح کئی دیگر اسلامی ممالک شام' مصر' متحدہ عرب امارات' سعودی عرب' ملائیشیا' افغانستان اور گیمبیا کی حکومتوں نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ عالم اسلام کے تمام مسلمان قادیانیوں کو مسلم برادری سے خارج سمجھتے ہیں' چونکہ امریکی ایوان نمائندگان اپنے آپ کو جمہوری اقدار اور پارلیمانی روایات کے فروغ کا حقیقی خیر خواہ خیال کرتا ہے' جیسا کہ حالیہ دورۂ امریکہ کے دوران امریکی امداد کو جمہوری حکومت کے قیام سے مشروط کیا گیا ہے' اور چونکہ امریکی ایوان نمائندگان جمہوری اداروں کی آزادی اور استحکام کا قائل ہے اس لئے اسے توہین رسالت اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کے قوانین کی منسوخی کے مطالبہ سے فی الفور دستبردار ہو جانا چاہئے۔ یہ قانون پاکستانی پارلیمنٹ نے بنائے تھے اور دنیاوی اصول کے لحاظ سے ان پر پارلیمنٹ ہی میں غور وخوض ہوسکتا ہے۔ جب کہ یہ قوانین مسلمانوں کے لئے انتہائی جذباتی وابستگی کا باعث بھی ہیں' جس پر وہ کوئی سودے بازی قبول نہیں کر سکتے۔

گزشتہ چند برسوں سے انسانی حقوق کے حوالے سے شائع ہونے والی ایک مشہور زمانہ رپورٹ میں پاکستان کی اقلیتوں خصوصاً قادیانیوں اور مسیحیوں کے حوالے سے یہ موقف اختیار کیا جارہا ہے کہ پاکستان میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھ کر ان کے بنیادی حقوق پامال کئے جارہے ہیں۔ دو سال قبل امریکی حکومت کو یہ سفارش بھی پیش کی جاچکی ہے کہ پاکستان سمیت ایسے تمام ممالک کی امداد بند کی جائے جو اقلیتوں کو تحفظ اور مکمل آزادی فراہم نہیں کرتے۔ رپورٹ میں پاکستان کے علاوہ سعودی عرب' ایران' افغانستان اور انڈونیشیا کو بھی شامل ہیں۔ اس رپورٹ کا مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ سعودی عرب میں قادیانیوں کا بوجہ غیر مسلم ہونے کے داخلہ ممنوع ہے' جب قادیانی افراد وہاں جا ہی نہیں سکتے اور نہ اس مقدس سرزمین پر کوئی قادیانی موجود ہے تو پھر سعودی عرب میں ان پر ظلم وستم کا کیا مطلب ہے؟ اور ان کے بنیادی حقوق کس طرح پامال ہوئے ہیں؟ کیا ان جھوٹے الزامات کی کوئی دلیل پیش کی جاسکے گی؟ آرٹیکل ۱۸ کے تحت جس آزادی کا مطالبہ کیا جارہا ہے' کل حرمین شریفین میں غیر مسلموں کو داخلہ کی اجازت دینے کا مطالبہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے کا ایک پس منظر یہ بھی ہے کہ قادیانی گروہ ان تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے جو ان کی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے' یہ ان کا عقیدہ اور ایمان ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے بانی پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہ پڑھ کر اپنے اس عقیدے کا عملی مظاہرہ کیا تھا۔ قادیانیوں کو کافر قرار دینے سے متعلق آئینی ترمیم کی منسوخی درحقیقت قادیانی عقیدے کی تصدیق کرنے کے مترادف ہوگی۔ قادیانیوں کو دوبارہ مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کا مطلب دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں' کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کی تکذیب ہے۔ قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ خدائی فیصلہ تھا۔ اس فیصلہ کی منسوخی کی سوچ بھی حماقت ہے۔

☆☆..........☆☆

محمد عبداللہ

اسلام اور مرزائیت

کا اصولی اختلاف

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد عربی (فداہ نفسی وامی وابی) صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین اور افضل الانبیاء والمرسلین ہیں' اور قادیان کا ایک دہقان اور دشمنان اسلام نصاریٰ بے لگام کا ایک زرخرید غلام یعنی مرزا غلام احمد قادیانی' کبھی تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے' اور کبھی یہ کہتا ہے کہ میں عین محمد ہوں' اور کبھی یہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل اور بہتر ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بقول اس کے صرف تین ہزار تھے (تحفہ گولڑویہ ص:۴۰) اور مرزا صاحب کے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ میں دس لاکھ بتائی گئی ہے' گویا کہ معاذ اللہ' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرزائے قادیان سے شان اور مرتبہ میں تین سو تینتیس درجہ کم ہیں' اور قرآن کریم میں جو آیتیں حضور پُرنور کے بارے میں اتری ہیں' ان کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ یہ آیتیں اس کے بارے میں اتری ہیں مثلاً:

۱:......آیت سبحان الذی اسری بعبدہ الخ جس میں حضور پُرنور کے معجزہ معراج کا ذکر ہے'

۲:......ثم دنیٰ فتدلیٰ' فکان قاب قوسین او ادنیٰ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب خداوندی یا قرب جبرئیل کا ذکر ہے'

۳:......انا فتحنا لک فتحاً مبینا'

۴:......قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی'

۵:......انا اعطیناک الکوثر وغیرہ ذالک۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں ان کے بارے میں ہیں اور انہی پر نازل ہوئی ہیں' اور مثلاً قرآن کریم میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد آیا ہے اس سے بھی مرزا صاحب ہی مراد ہیں' اور محمد اور احمد بھی ان کا نام ہے' مرزا کیا ہے ایک دجال بھی ہے اور نقال بھی۔

قادیان بمنزلہ مکہ اور مدینہ کے ہے:

مرزائیوں کا قادیان ان کے نزدیک بمنزلہ مکہ اور مدینہ کے ہے' اس مسجد کے بارے میں کہ جو مرزا صاحب کے چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔

(براہین احمدیہ ص:۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ)

قادیان کی زمین ارض حرم ہے:

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص:۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی)

قادیان کی حاضری بمنزلہ حج کے ہے:

قادیانیوں کے خود ساختہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ایک خطبہ میں کہتے ہیں کہ:

''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے اور جیسا حج میں رفث اور فسوق اور جدال منع ہے' ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔''

(خطبہ مندرجہ مجموعہ تقاریر)

گویا کہ آیت فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج قادیان کے جلسہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قادیان میں مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ:

''پس اس مسجد سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے' جو قادیان میں ہے' پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔''

(بقیہ حاشیہ ص۳۹ ، ۴۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:

''مسجد اقصیٰ وہی ہے کہ جس کو مسیح موعود نے بنایا۔''

(صفحہ ۵ منقول از قادیانی مذہب)

قادیان میں بہشتی مقبرہ:

قادیان میں بہشتی مقبرہ کے نام سے ایک

مقبرہ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ: ''جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔'' (ملفوظات احمدیہ ص: ۴۸۹) اور پھر انہیں الہام ہوا کہ روئے زمین کے تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ (مکاشفات مرزا ص:۵۹)

مرزا صاحب کی امت:

مرزا صاحب نے جابجا اپنے ماننے والوں کو اپنی امت بتایا ہے۔

مرزا صاحب کے مریدین بمنزلہ صحابہ کے ہیں:

امت محمدیہ کی طرح مرزا صاحب کی امت میں بھی طبقات ہیں' مرزا صاحب کے دیکھنے والے صحابہ کہلاتے ہیں' اور ان کے دیکھنے والے تابعین اور تبع تابعین۔ (نعوذ باللہ)

مرزا صاحب کے اہل و عیال بمنزلہ اہل بیت کے ہیں:

قادیانیوں کے یہاں مرزا صاحب کے خاندان کو اہل بیت اور خاندان نبوت اور مرزا صاحب کی بیویوں کو ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔

مرزا صاحب کا خاندان' خاندان نبوت ہے:

قادیانیوں کے یہاں مرزا کے خاندان کو خاندان نبوت کے نام سے پکارا جاتا ہے اور قرآن و حدیث میں اہل بیت اور ذوی القربیٰ کے جو حقوق اور احکام آئے ہیں وہ سب مرزا صاحب کے خاندان اور اہل بیت کے لئے ثابت کئے جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی امت میں ابوبکر و عمر:

قادیانیوں کے نزدیک حکیم نورالدین خلیفہ اول کو مرزائی امت کا ابوبکر صدیق مانا گیا ہے اور مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ ثانی کو مرزا کی امت کا عمر فاروق کہا جاتا ہے۔

مرزا صاحب پر مستقلاً صلوٰۃ وسلام کی فرضیت اور مرزا صاحب کے مریدین اور کنبہ کی اس میں شرکت اور شمولیت:

''پس آیت یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ صلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے' جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجنا از بس ضروری ہے۔''

(رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسمٰعیل قادیانی ص:۱۳۶)

''از روئے سنت اسلام و احادیث نبویہ ضروری ہے کہ تصریح سے آپ کی آل کو بھی درود میں شامل کیا جائے' اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر یہ بات ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی تصریح سے درود بھیجا جائے اور اس اجمالی درود پر اکتفا نہ کیا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت آپ کو بھی پہنچے۔'' (از رسالہ مذکورہ)

چوہدری ظفراللہ کا سلام ٹریکٹ' دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب:

خدا کے راست باز نبی رام چندر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کنفیوشس پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی موسیٰ پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی مسیح پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی محمدؐ پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی احمد پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز بندہ بابا نانک پر سلامتی ہو

چوہدری ظفراللہ خان قادیانی بیرسٹر کا یہ ٹریکٹ مارچ ۱۹۳۳ء میں بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا۔

اس ٹریکٹ سے چوہدری ظفراللہ کے ایمان کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے نزدیک حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح رام چندر اور کرشن بھی نبی اور رسول تھے' اہل اسلام کے نزدیک تو سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاؑ کو رام چندر اور کرشن کے ساتھ ذکر کرنا سراسر گستاخی اور گمراہی ہے۔

البتہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کرشن اور رام چندر کے ساتھ ذکر کرنا نہایت مناسب ہے' سب کے سب ائمۃ الکفر اور کافروں کے پیشوا تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام اور مرزائیت کا اختلاف اصولی ہے' فروعی نہیں:

مرزائی مذہب نے اسلام کے اصول اور قطعیات ہی کو تبدیل کرکے اپنے لئے ایک نیا مذہب گھڑا ہے' اب کوئی چیز ان کے اور اہل اسلام کے درمیان مشترک باقی نہیں رہی' یہ جماعت بہ نسبت یہود و نصاریٰ اور ہنود کے اہل اسلام سے زیادہ عداوت رکھتی ہے' جو مسلمان مرزائے قادیان کو نبی نہ مانے وہ ان کے نزدیک کافر اور اولاد زنا ہے اور اس کے ساتھ کوئی تعلق جائز نہیں مثلاً مسلمانوں کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں اور ان کی نماز جنازہ جائز نہیں۔

دین کی بنیاد دو چیزوں پر ہے قرآن و حدیث' قرآن کے متعلق تو مرزا یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر وہی صحیح ہے جو میں بیان کروں' اگرچہ وہ تفسیر کل علماً امت کی تفسیر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور حدیث نبوی کے متعلق یہ کہتا ہے کہ جو حدیث ان کے مؤقف کی موافقت نہیں کرتی وہ حدیث پھینک دی جائے گی' اس طرح اس نے اسلام کے ان دو بنیادی اصولوں کو ختم کیا اور اپنی من مانی تاویلات اور تحریفات کو اسلام کے سر لگایا' الفاظ تو شریعت کے لئے مگر معنی بالکل بدل دیئے اور آیت اور احادیث میں وہ تحریف کی کہ یہود و نصاریٰ بھی پیچھے رہ گئے' اور تعلیم یافتہ طبقہ اکثر چونکہ دین اور اصول دین سے بے خبر اور عربی زبان سے ناواقف ہے' اس لئے یہ طبقہ زیادہ تر اس گمراہی کا شکار ہوا' اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ (آمین)

ایک ضروری گزارش:

قادیانی کتابوں کے دیکھنے سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ قادیانی مذہب اس مثل کا مصداق ہے کہ: "میرے تھیلے میں سب کچھ ہے" ایمان بھی ہے اور کفر بھی ہے' ختم نبوت کا اقرار بھی ہے' اور انکار بھی ہے' دعوائے نبوت و رسالت بھی ہے' حضرت مسیح بن مریم کی حیات اور ان کے رفع الی السماء اور نزول کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی وغیرہ وغیرہ۔

غرض یہ کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں جس قدر مختلف اور متعارض مضامین ملتے ہیں وہ دنیا کے کسی متنبی اور ملحد و زندیق کی کتابوں میں نہیں ملتے' اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جن کا مرزا صاحب کبھی اقرار کرتے ہیں اور کبھی انکار اور یہ سب کچھ دیدہ و دانستہ ہے' اور غرض یہ ہے کہ بات گول مول رہے' حقیقت متعین نہ ہو' حسب موقعہ اور حسب ضرورت جس قسم کی عبارت چاہیں لوگوں کو دکھلا سکیں' اور زنادقہ کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ بات صاف نہیں کہتے' یہی طریقہ مرزا اور مرزائیوں کا ہے کہ جب مرزا صاحب کا اسلام ثابت کرنا چاہتے ہیں اور جب موقعہ ملتا ہے تو مرزا صاحب کے فضائل و کمالات اور وحی و الہامات کے دعوے پیش کر دیتے ہیں اور دھوکہ دینے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ "مرزا صاحب مستقل نبی اور رسول نہ تھے' وہ تو ظلی اور بروزی نبی تھے۔" ظلی' بروزی اور مجازی نبی کی اصطلاح مرزا نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے گھڑی ہے' اگر کوئی شخص حکومت کی وفاداری کا اقرار کرے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنا نام صدر مملکت بھی رکھ لے' جو خادم اندرون خانہ خدمت انجام دیتا ہو اس کا نام وزیر داخلہ رکھ دے' جو خادم بازار سے سودا لاتا ہو اس کا نام وزیر خارجہ رکھ دے اور باورچی کا نام وزیر خوراک رکھ دے وغیرہ اور تاویل یہ کرے کہ یہ اس نے لغوی معنی کے اعتبار سے نام رکھے ہیں' اپنے آپ کو صدر مملکت اور اپنے خادم کو وزیر داخلہ' وزیر خارجہ اور وزیر خوراک کہتا ہوں اور اصطلاحی اور عرفی معنی میری مراد نہیں' یا یوں کہے کہ میں تو صدر مملکت کا ظل اور بروز ہوں اور اس کے کمالات کا آئینہ ہوں اور میرے اس نام رکھنے سے حکومت کی مہر نہیں ٹوٹتی تو ظاہر ہے کہ یہ تاویل حکومت کی نظر میں اس کو مجرم اور چالاک اور مکار ہونے سے نہیں بچا سکتی' اسی طرح مرزا صاحب کی یہ تاویل کہ میں ظلی اور بروزی نبی ہوں اسے کفر و ارتداد سے نہیں بچا سکتی' مرزا صاحب بلاشبہ تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کے مدعی تھے اور اپنی وحی و الہام کو قطعی اور یقینی اور کلام خداوندی سمجھتے تھے' اور اپنے زعم میں اپنے خوارق کا نام معجزات رکھتے تھے' اور اپنے منکر اور متردد اور ساکت کو کافر اور منافق ٹھہراتے تھے' اور اپنی جماعت سے خارج ہونے والے کو مرتد کا خطاب دیتے تھے حالانکہ یہ سب باتیں حقیقی نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہیں' مرزا صاحب کا اپنے لئے نبوت کے لوازم کو ثابت کرنا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ مرزا صاحب مستقل نبوت و رسالت کے مدعی تھے اور بروزی کی تاویل محض پردہ پوشی کے لئے تھی' مخالفین کو خاموش کرانے کے لئے وہ اپنے آپ کو ظلی اور بروزی نبی ظاہر کرتے تھے' ورنہ درحقیقت مرزا صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ فضائل و کمالات اور معجزات میں وہ تمام انبیاء و مرسلین سے بڑھ کر ہیں' حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے مرزا صاحب نے ظلی اور بروزی کی اصطلاح گھڑی ہے جس کا کتاب و سنت میں کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

خاتمہ

اب میں اپنی اس مختصر تحریر کو ختم کرتا ہوں اور تمام مسلمانوں سے عموماً اور جدید تعلیم یافتہ حضرات سے خصوصاً اس کا امیدوار ہوں کہ اس تحریر کو غور سے پڑھیں' انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی مرتبہ پڑھنے میں مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ اکثر دین سے بے خبر بھی ہے اور بے فکر بھی' اس لئے وہ اس غلط فہمی میں زیادہ مبتلا ہے' اور قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتا ہے۔

اے میرے عزیز! جس طرح کسی مسلمانوں کو بے وجہ کافر سمجھنا کفر کا کام ہے' اسی طرح کسی کافر کو مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے' دونوں جانبوں میں احتیاط ضروری ہے' اور جس طرح مسیلمہ کذاب کو مسلمان سمجھنا کفر ہے' اسی طرح مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے' ان دونوں میں کوئی فرق نہیں' بلکہ مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی یمامہ کے مسیلمہ کذاب سے دجل و فریب میں کہیں آگے نکلا ہوا اور اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

مسلم معاشرے میں عورت کا مقام

آج کل حقوق نسواں کا شور چہار سو مچا ہوا ہے۔ آزادیٔ نسواں کے غلغلے نے خواتین عالم کو دوبارہ اسی تاریک دور کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا ہے' جس سے اسلام نے اسے صدیوں پہلے نکالا تھا۔ اسلام نے عورت کو جو تاج کرامت پہنایا ہے اس کا کچھ اندازہ آپ درج ذیل مضمون کو پڑھ کر لگا سکتے ہیں۔

مولانا محمد اسمٰعیل عارفی

عورت کیا ہے؟ عورت کی فطری و مذہبی فرائض کیا ہیں؟ عورت کا مقام و حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں مختلف مذاہب و اقوام نے مختلف نظریات قائم کئے ہیں۔

تاریخ قبل از اسلام پر نگاہ ڈالیں تو عورت کا پیدا ہونا باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا' اس کا وجود ناقابل برداشت تھا۔ اسے زندگی میں ہی موت کا جام پلا دیا جاتا' اسے پیدائش کے فوری بعد ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا' اگر وہ بیوی بن کر زندہ بچ بھی جاتی تھی' تب بھی مظلوم ہی ٹھہرتی تھی' اسے نان و نفقہ یا مہر کا کوئی استحقاق حاصل نہیں تھا' اس کے لئے ازدواجی زندگی میں کوئی حقوق نہیں تھے' لوگ اپنی ماؤں تک کو اپنی لونڈیاں بنا لیتے تھے' عفت و عصمت' شرم و حیا کا بلند معیار یہ بن گیا تھا کہ بیت اللہ میں برہنہ طواف کو عبادت کا احسن طریقہ گردانے لگے تھے' یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں اس دور کے معاشروں میں عام تھیں۔

طلوع اسلام:

پھر صبح رحمت روشن ہوئی' آفتاب نبوت طلوع ہوا تو عورت کی مظلومیت کی تاریک رات بھی ہمیشہ کے لئے اپنے اختتام کو پہنچی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے دنیا میں تین چیزیں زیادہ محبوب ہیں: خوشبو' عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا: ''عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور ان سے زیادتی نہ کرو۔''

عورت بحیثیت ''ماں'' کے ہو تو فرمایا: ''جنت تمہاری ماں کے قدموں تلے ہے' اور والدین سے اف تک نہ کہو' ماں باپ کا نافرمان رحمت ایزدی سے محروم رہتا ہے۔''

عورت بحیثیت ''بیٹی'' کے ہو تو فرمایا: ''جس شخص کی بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش کرے' ان کے ساتھ حسن سلوک کرے' پھر ان کا نکاح کرے تو اس کا یہ عمل آگ میں جانے سے آڑ بن جائے گا۔''

عورت بحیثیت ''بہن'' کے ہو تو فرمایا: ''جس شخص کی دو بہنیں ہوں' وہ ان کی اچھی طرح تربیت کرے تو جنت میں اس طرح داخل ہوگا کہ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں ہوں گی۔''

عورت بحیثیت ''بیوی'' کے ہو تو فرمایا: ''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے۔''

دوسری جگہ فرمایا کہ: ''تمہارا اپنی بیوی کے منہ میں کھانے کا لقمہ دینا بھی صدقہ ہے۔''

تاریخ کی شہادت:

تاریخ کے دریچے میں جھانکیں تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ہر دور میں مسلم خواتین کا کردار بلند رہا ہے۔ انہوں نے حفاظت دین کے لئے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ انسانی عقل ورطہ حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ مذکورہ بالا دعویٰ پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل پیش کی جا سکتی ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے جس انسان نے فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو تسلیم کر کے آپ پر ایمان لا کر اپنا سب کچھ آپ کے قدموں میں نثار کرنے کی سعادت حاصل کی وہ ایک عورت تھی اور اسلام کی حرمت و ناموس کے لئے سب سے پہلے جسے اپنی جان کی قربانی دے کر شہادت کی دولت نصیب ہوئی وہ بھی ایک عورت تھی' الحاصل اسلام نے عورت کو وہ بلند مقام بخشا جو اسے نہ پہلے کبھی حاصل تھا اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتا ہے' اور عورت نے اسلام کی وہ خدمت کی کہ زمانہ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔

عورت کی عظمت کردار:

جب تک عورت' عورت رہی تو اس کی غیرت و عفت کا یہ عالم تھا کہ دربار نبوت میں حاضر ہوتی ہے اور اپنے بچے کے قتل کے متعلق شکایت کرتی ہے' جواں سال عرب خاتون' عربی لہجہ' مگر چہرہ چھپائے ہوئے' کسی نے کہا کہ: پردہ اٹھا کر بات کیوں نہیں کرتی' یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے؟ اس نے فوراً کہا کہ: ''میرا بچہ قتل ہوا ہے' حیا تو قتل نہیں ہوئی' میں نے ابھی (پیارے

رسول) کے حکم سے اپنا چہرہ چھپا رکھا ہے۔"

عورت کے ادب رسولؐ اور احترام پیغمبرؐ کا یہ عالم تھا کہ حقیقی باپ بیٹی سے ملنے گیا' وہاں بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے جلدی سے بستر الٹ دیا۔ باپ کو تعجب ہوا کہ بسترہ بچھانے کے بجائے اس بچھے ہوئے کو بھی الٹ دیا' اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے حیرت سے پوچھا کہ: یہ بسترہ میرے قابل نہیں تھا کہ پلٹ دیا یا میں اس بسترہ کے قابل نہیں تھا؟ بیٹی نے جواب دیا: نہیں ابا جان! آپ اس بستر کے قابل نہیں تھے کیونکہ یہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور آپ مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہیں' میں آپ کو اس پر کیسے بٹھا سکتی ہوں؟

مسلم عورت کے جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا یہ عالم تھا کہ اپنے چاروں بیٹوں سمیت جنگ میں شریک ہوتی ہے' خود زخمیوں کو پانی پلاتی ہے' مجاہدوں کی دیکھ بھال کرتی ہے اور بیٹوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ: جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو' اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو' میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا' نہ میں نے تمہاری شرافت پر کوئی دھبہ لگایا اور نہ میں نے تمہارے نسب کو خراب کیا' اگر میری شفقتوں کا بدلہ دینا چاہتے ہو اور بیٹا ہونے کا حق ادا کرنا چاہتے ہو تو ایک ایک کرکے مردان حر کی طرح میدان عمل میں کود جاؤ' پیٹھ نہ پھیرنا' پشت پر تیر نہ کھانا' اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کردینا تاکہ روز قیامت میں مسرت وافتخار کے ساتھ اپنے اللہ کے حضور عرض کرسکوں کہ اے میرے رب کریم! تو نے چار بیٹے دیئے' چاروں تجھے دے دیئے' پھر کیسی خوشی کا عالم ہوگا جب میں چار شہیدوں کی ماں ہوں گی۔

اس کے جذبہ انفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ ایک لاکھ درہم ہدیہ میں ملے طباق منگایا اور اس کو بھر بھر کر تقسیم کرنا شروع کردیا' فقرا آئے اور حسب ضرورت لے گئے' یہاں تک کہ شام تک سب ختم کردیئے' خود روزہ دار تھیں' افطار کے وقت کیا ساں تھا؟ دسترخوان پر ایک روٹی اور کچھ زیتون کا تیل تھا اور بس۔

اس کے خوف خدا اور فکر آخرت کا یہ عالم تھا کہ اکثر کہتی کہ کاش میں درخت ہوتی کہ کاٹ لیا جاتا' گھاس کا پتا ہوتی کہ کھا لیا جاتا اور کاش پیدا ہی نہ ہوتی تاکہ آخرت میں مجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہوتا' اس دن کیا بنے گا جب انبیا علیہم السلام کو بھی گفتگو کی مجال نہ ہوگی؟

اس کی خدمت شوہر اور اطاعت زوج کا یہ عالم تھا کہ چکی پیس کے بچے پال لئے اور شوہر کو فکر معاش سے آزاد کرکے دعوت حق کے لئے وقف کردیا' جب ہاتھوں پر گٹے پڑگئے اور مشک کھینچنے کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان بن گئے تو بڑی مشکل سے جرأت کرکے والد مکرم سے خادم مانگا' ارشاد ہوا کہ: "۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو' یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔"

اس کی شجاعت وبہادری کا یہ عالم تھا کہ تن تنہا یہودی جاسوس کا سر کچل دیا اور قلعہ میں واپس آکر محافظ سے کہا کہ: "چونکہ وہ یہودی مرد تھا' نامحرم ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا سامان اور کپڑے نہیں اتارے' تم لے آؤ اور اس کا سر بھی کاٹ ڈالو۔"

اس کی محبت رسولؐ اور عشق نبوی کا یہ عالم تھا کہ افواہ سنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کردیئے گئے تو بے قرار ہوکر تحقیق حال کے لئے نکلی' لوگوں کو آتے دیکھا تو بے تابانہ پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ مجمع میں سے کسی نے کہا کہ تمہارے والد شہید ہوگئے' اناللہ پڑھی اور پھر بے قراری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کی' اتنے میں کسی نے شوہر کی' تیسرے نے بیٹے کی اور چوتھے نے بھائی کی شہادت کی خبر سنائی' سب پر اناللہ کہا اور پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں' تشریف لارہے ہیں' کسی قدر سکون ہوا مگر کہنے لگی کہ مجھے بتادو کہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ کرکے بتایا کہ اس مجمع میں ہیں' خود دوڑی ہوئی گئیں' زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں اور کہا کہ: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی زیارت سے ہر مشکل آسان ہوگئی اور ہر تشویش ختم ہوگئی' اور ایک روایت میں ہے کہا کہ یارسول اللہ! آپ مجھے اپنے والدین سے زیادہ محبوب ہیں۔

اس کے ذوق قرآن اور شوق تلاوت کا یہ عالم تھا کہ گھریلو کام کاج کرتے ہوئے دس دس پاروں کی تلاوت کرلیتی تھی' دیگر معمولات' درود شریف اور دعاؤں کا سلسلہ اس پر مستزاد تھا۔

اس کے ذوق حدیث اور علوم حدیث پر دسترس کا یہ عالم تھا کہ بخاری ومسلم جیسے آسمان حدیث کے چمکتے ستارے اس کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے نظر آتے اور اس سے قرأت حدیث کو اپنے لئے علو سند کا ذریعہ جانتے تھے۔

اس کی طہارت ونظافت کا یہ عالم تھا کہ کسی نے خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کی تعریف کی کہ بڑے نیک آدمی ہیں' بہت اللہ والے ہیں' وغیرہ وغیرہ' ان کی والدہ پاس بیٹھی ہوئی سن رہی تھیں' فرمانے لگیں: تم کہتے ہو فرید بہت اچھا ہے' ایسا اور ایسا ہے' مجھ سے تو پوچھو' میں نے شیر خوارگی کے زمانہ میں ایک دن بھی اس کو بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا۔

اس کے انداز تربیت اور طریق پرورش کا یہ عالم تھا کہ بیٹا ڈاکوؤں کے نرغے میں آجاتا ہے' ڈاکو

پوچھتے ہیں کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ جواب دیتا ہے کہ ہاں! کچھ نقدی ہے' ڈاکو تلاشی لیتے ہیں مگر کچھ نہیں ملتا' وہ اسے پکڑ کر سردار کے پاس لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ اس کے پاس پیسے ہیں جبکہ ہمیں تلاشی کے باوجود نہیں ملے' سردار پوچھتا ہے کہ اے لڑکے! جھوٹ بولتے ہو؟ وہ لڑکا کہتا ہے نہیں! جھوٹ نہیں بول رہا کیونکہ میری امی جان نے کہا تھا کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا' یہ کہہ کر تمام نقدی نکال کر سردار کے سامنے ڈال دی' معلوم نہیں کس درجہ خلوص سے بچے نے یہ کلمات کہے کہ ایک فاسق انسان کے پتھر دل کو موم کر گئے' اس نے سوچا کہ یہ بچہ اپنی ماں کا فرمانبردار بن کر جھوٹ نہیں بولتا اور میں اللہ کا بندہ بن کر اللہ کی مخلوق کو تنگ کرتا ہوں' بس پھر کیا تھا' سارا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور کبار اولیاء اللہ میں شمار ہوئے۔

عصر حاضر میں عورت کی حالت زار:

قصہ مختصر یہ کہ یہ عورت کی عظمت کردار کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے' مگر کفار کو مسلمانوں کی یہ شوکت ایک آنکھ نہ بھائی۔ انہوں نے مسلمانوں کی کامیابی کا راز پالیا۔ انہوں نے جان لیا کہ مسلمانوں کی ترقی ان کی ماؤں کا فیض ہے۔ عورت کی ذات انقلاب انگیز مضمرات کی حامل ہے۔ ماؤں کی پیشانیوں پر جو کچھ لکھا ہوتا ہے وہی قوم کی تقدیر ہے' ان کا خاندانی نظام ہی ان کے وجود کا سبب ہے۔ چنانچہ کفار نے مسلمانوں کے نظام زندگی کو پے در پے سازشوں کے ذریعے درہم برہم کرنے کی کوشش کی' مسلمان عورت کو آزادی نسواں کے پرفریب نعروں کے ذریعہ گھر سے باہر نکالا' اس کے دامن عفت کو تار تار کیا' اسے مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی تلقین کی اور مردوں کے مساوی حقوق حاصل کرنے کی دعوت دی۔ آہ بے چاری بھولی بھالی عورت ان ظالموں کے دام تزویر میں آ گئی' آج وہ رسوا ہے' کبھی زینت محفل بن کر' کبھی چراغ خانہ بن کر' کبھی شمع انجمن بن کر' کبھی دفاتر میں نوکر اور ملازم بن کر۔

سنت الٰہی میں تبدیلی کہاں ممکن ہے۔ کوئی شے جب اپنے مقام و محل سے ہٹ جاتی ہے تو بے قیمت ہو جاتی ہے' غالباً اسے ظلم بھی کہتے ہیں' اور ظلم کے بعد انصاف کہاں؟ شریعت محمدیہؐ نے عورت کا مقام و محل متعین کر دیا ہے اور اس کے حقوق و فرائض بھی بتا دیئے ہیں۔ اس کی نزاکت طبع اور جسمانی ساخت و پرداخت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے کمانے کی ذمہ داری سے آزاد کر دیا ہے' نکاح سے قبل اس کے تمام حقوق کا ذمہ دار باپ ہے اور نکاح کے بعد شوہر اس کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ عورت اداروں اور کاروباری مراکز میں نوکر و ملازم بننے کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ گھر کی ملکہ بننے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ عورت لذت و ضرورت کی شے نہیں بلکہ الفت و رفاقت حیات کا نام ہے' عورت ایک فرد نہیں بلکہ قوموں کی تعمیر و تشکیل اور نسل نو کی خوبصورت تدوین کا نام ہے۔

رہی یہ بات کہ کیا عورتوں کے لئے تعلیم ضروری ہے؟ جی ہاں ضروری ہے' بہت ہی ضروری ہے کیونکہ ملت کے تعمیری ڈھانچے میں عورت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے' وہ انسانیت کے لئے پہلی درس گاہ ہے' یہاں کا پڑھا ہوا سبق لوح دل پر نقش ہو جاتا ہے اور بھلائے نہیں بھولتا مگر سوال یہ ہے کہ کون سی تعلیم عورت کے لئے ضروری ہے؟ وہ تعلیم جس سے ماتا کا جذبہ ختم ہو جائے' ماں کی ماتا کی روایت کمزور پڑ جائے' جس سے عورت اپنی فطری خصوصیات کھو دے اور اس کی نسوانیت ماند پڑ جائے کیا ایسی تعلیم عورت کے لئے ضروری ہے؟ یہ حقیقی تعلیم نہیں' یہ علم نہیں جہالت ہے' بدترین جہالت۔ عورت کے لئے جو تعلیم ضروری ہے وہ دینی تعلیم ہے جو اسے عقائد و اعمال اور حرام و حلال کی تمیز سکھائے۔

کیا عورتوں کے لئے آزادی ضروری ہے؟ جی ہاں ضروری ہے' بہت ہی ضروری ہے' وہ کبھی غلام بن کر نہیں رہ سکتی' مگر سوال یہ ہے کہ کون سی آزادی اس کے لئے ضروری ہے؟ اگر ایک عورت گھر کی مملکت میں آزاد رہ کر ملکہ بن کر اپنے والد' بھائی اور شوہر کی خدمت کرے اور ان کی شفقت و محبت حاصل کرے تو وہ غلام' مقید' پابند' گھر میں بند' پسماندہ' دقیانوس' رجعت پسند' جاہل' اجڈ اور غیر ترقی یافتہ ہے اور اگر وہی عورت ایئر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسان نما جانوروں کی ناز برداری کرے' شیطان صفت درندوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بنے اور بالآخر بالی ٹیکروں کے ہاتھوں سفاکانہ طریقے سے قتل ہو تو یہ آزادی' مساوات حقوق' ترقی' وسعت نظر اور عورت پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس منطق پر سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ:

"دیوانگی میں ہر چیز الٹی نظر آئی ہے"

کیا پردہ عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ نہیں' بالکل نہیں' عورت پردے میں رہ کر بھی تمام جائز سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی کر سکتی ہے اور کر رہی ہے۔ آج بھی پردہ دار عورتیں شرعی حجاب کی پابندی کرتے ہوئے اپنی تمام جائز ضروریات اور تعلیم کے حصول میں مشغول ہیں۔

خالق کائنات پس پردہ ہی کارگاہ عالم کو چلا رہا ہے' اس کی ذات گو حجاب قدس میں ہے لیکن اس کی صفات کی پرچھائیاں بحر و بر پر محیط ہیں' کیا عورت کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ پردہ عفت میں مستور رہے مگر اس کے کمالات سے پورا عالم مستفید ہو؟

☆☆..............☆☆

والدین کی نافرمانی اور رشتہ توڑنا

تین بڑے گناہ:

حضرت نفیعؓ بن الحارث سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو تین بڑے گناہوں کی خبر دوں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہاں' اے اللہ کے رسول! فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا' آپؐ ٹیک لگائے ہوئے تھے' اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ سن لو! جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا' اور آپ برابر اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ اے کاش! آپ خاموش ہو جاتے۔ (بخاری ومسلم)

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہوں میں سے یہ ہے: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' اور والدین کی نافرمانی کرنا' اور خودکشی کرنا' اور جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹی بات کہنا۔ (بخاری ومسلم)

والدین کو گالی دینا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے' لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اپنے ماں باپ کو کون گالی دے سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ آدمی کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ (جواب میں) اس کے باپ کو گالی دے گا' وہ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ (جواب میں) اس کی ماں کو گالی دے گا۔ (بخاری ومسلم)

ایک روایت میں ہے کہ یہ بات بڑے گناہ کی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے' لوگوں نے کہا کہ کون اپنے باپ پر لعنت کر سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ آدمی کسی کے باپ پر لعنت کرے گا تو وہ (جواب میں) اس کے باپ پر لعنت کرے گا' وہ اس کی ماں پر لعنت کرے گا۔

رشتہ توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا:

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توڑنے والا جنت میں نہ داخل ہوگا' حضرت سفیانؒ نے اپنی

لعنۃ اللہ تسنیم

روایت میں کہا ہے کہ رشتہ کا توڑنے والا۔ (بخاری ومسلم)

ممنوع وناپسندیدہ باتیں:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تمہاری ماں کی نافرمانی حرام ہے' اور بخل کرنا' اور سوال کرنا' اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا' اور تمہارے لئے قیل وقال کو اور کثرت سوال کو' اور مال کے ضائع کرنے کو' ناپسند کیا۔ (بخاری ومسلم)

باپ کے دوست کے ساتھ حسن سلوک:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکیوں میں سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوست کے ساتھ سلوک کرے۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو مکہ کے راستہ میں ایک دیہاتی ملا' انہوں نے اس کو سلام کیا اور جس گدھے پر وہ سوار ہوتے تھے اس پر اس کو سوار کیا' اور اسے اپنا وہ عمامہ دیا جس کو اپنے سر پر باندھا کرتے تھے' میں نے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے! یہ ایک دیہاتی آدمی ہے' تھوڑی بات سے خوش ہونے والا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ اس کے والد میرے والد عمرؓ بن الخطاب کے دوست تھے' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' فرماتے تھے کہ نیکیوں میں سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوست کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

والدین کے انتقال کے بعد حسن سلوک:

حضرت مالک بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے' بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا کچھ نیکی باقی ہے کہ میں اپنے والدین کے مرنے کے بعد کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! ان کے لئے دعا کرنا' استغفار کرنا' اور ان کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا' اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو ان کے بغیر نہیں جوڑے جاتے' اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد)

بیوی کے انتقال کے بعد اس کے اہل قرابت کا لحاظ کرنا:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر رشک نہیں کیا سوائے حضرت خدیجہؓ کے‘ میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ ان کا کثرت سے ذکر فرماتے تھے اور جب کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا کوئی ٹکڑا حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیجتے‘ اور میں آپؐ سے اکثر کہتی کہ کیا آپؐ کی دنیا میں کوئی بیوی نہیں سوائے حضرت خدیجہؓ کے؟ تو آپؐ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں‘ مجھے اللہ نے انہیں سے اولاد دی۔

(بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر آپؐ کوئی بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کو کافی ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیجو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ نے آپؐ کے پاس آنے کی اجازت چاہی‘ آپؐ نے ان کی آواز سنی تو سمجھے کہ حضرت خدیجہؓ اجازت مانگ رہی ہیں۔ آپؐ خوش ہوئے‘ پھر فرمایا کہ او ہو! یہ ہالہ بنت خویلد ہیں۔

انصار کی خدمت:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت جریر بن عبداللہؓ اور میں ساتھ تھے‘ وہ میری خدمت کرتے تھے‘ میں نے ان کو اس سے روکا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے انصار کو دیکھا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے‘ تو میں نے قسم کھائی کہ میں جب ان میں سے کسی کے ساتھ رہوں گا تو ان کی خدمت کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

☆☆..............☆☆

علماء کرام کا مشترکہ اجلاس‘ بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام پر یوم احتجاج

حیدرآباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کی دعوت پر گزشتہ دنوں شہر کی دینی جماعتوں کے راہنماؤں کا ایک نمائندہ اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عبدالسلام قریشی‘ دفتر ختم نبوت میں منعقد ہوا جس میں بھارتی مسلمانوں پر ہونے والے انتہائی وحشیانہ مظالم کی بھرپور مذمت کی گئی‘ بھارت میں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام‘ مساجد کی بے حرمتی اور اربوں روپے کی املاک کو تباہ کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حالیہ واقعات کو مسلمانوں کی نسل کشی کے لئے یہود و ہنود کی مشترکہ سازش کا تسلسل قرار دیا اور اقوام متحدہ‘ یورپی یونین‘ او آئی سی اور انسانی حقوق کے اداروں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بھارتی مسلمانوں پر ہونے والے شرمناک اور وحشیانہ مظالم کی تحقیقات کرائے اور انتہا پسند ہندوؤں کی پشت پناہی کرنے پر بھارتی حکومت بین الاقوامی مسلمہ قوانین کے مطابق اقدامات کریں۔ اجلاس میں مولانا شبیر احمد‘ مولانا تاج محمد نایوں‘ مولانا سیف الرحمن آرائیں‘ مولانا محمد نذر عثمانی‘ مولانا قاری کامران احمد‘ مولانا محمد فصیح‘ مولانا عبدالرحیم‘ مولانا عبدالمتین قریشی‘ جناب اشفاق احمد و دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ بھارتی مسلمانوں کے قتل عام پر یوم احتجاج منایا جائے گا اور تمام مساجد میں بھارتی مسلمانوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا جائے گا۔ اجلاس میں شریک علماء کرام نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ سفارتی سطح پر انڈیا کی ظالمانہ کارروائیوں کو بے نقاب کیا جائے اور فوراً او آئی سی کا اجلاس طلب کیا جائے۔

مہدی برحق

علامہ اقبال

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار
پیران کلیسا ہوں کہ شیخان حرم ہوں
نے جدت گفتار ہے‘ نے جدت کردار
ہیں اہل سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاس تخیل میں گرفتار
دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

ماہر خطاط ارشد خرم کی زیرنگرانی
خرم گرافکس
کمپیوٹرائزڈ ڈیزائننگ، کیلنڈر ڈیزائننگ، بینر ڈیزائننگ، ٹائیٹل ڈیزائننگ
لیٹر پیڈز، دعوت نامے، وزیٹنگ کارڈز، ہر قسم پبلسٹی آئیٹم کی تیاری
اور مکمل پرنٹنگ کی تمام سہولیات سے آراستہ با اعتماد ادارہ
نیز دینی اداروں کا کام نہایت توجہ اور انکے ذوق کے مطابق کیا جاتا ہے۔
گرافک ڈیزائنر سلیمان ارشد
32 ... مارکیٹ ایئر روڈ کراچی
7723811

توبہ واستغفار کی خیر وبرکت

مولانا محمد شاہد ندوی

گناہ ایک سنگین و مہلک ترین روحانی مرض ہے۔ اللہ کی نافرمانی اور گناہ وہ منحوس شے ہے جس سے انسان کے قلب میں زنگ لگ جاتا ہے اور قلب سیاہ ہو جاتا ہے لیکن اس کا بہترین علاج اور تریاق توبہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان خطاونسیان کا پتلا ہے' اور غلطی اور گناہ کرنا اس کی جبلت میں داخل ہے' مگر بہترین گناہ گار وہ ہے جو اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائے اور اپنے کئے پر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے' معافی مانگے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

توبہ کیا ہے؟

دراصل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام توبہ ہے' ایک یہ کہ جو گناہ سرزد ہو جائے اس پر دل سے ندامت وشرمندگی اور پشیمانی ہو' دوسرے یہ کہ جو گناہ ہوا اس کو فوراً چھوڑ دے' تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم (پکا ارادہ) ہو۔ ان ہی تین چیزوں کے مکمل ہونے پر توبہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

قرآن وحدیث میں توبہ کرنے والوں کے لئے خوشخبری اور بشارت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسندیدگی اور محبوبیت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔" (سورۂ بقرہ:۲۲۲)

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ:

"اے محمد! (آپ میری طرف سے میرے بندوں سے) کہئے کہ اے میرے وہ بندوں جنہوں نے (کفر وشرک کرکے) اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے' خدا کی رحمت سے تم (کبھی) ناامید مت ہو (اور یہ خیال مت کرو کہ تمہاری بخشش نہیں ہو سکتی۔ اگر تم شرک وکفر اور بغاوت کی زندگی سے نکل آؤ' اور توبہ کرلو تو بخشش کا دروازہ تمہارے لئے بھی کھلا ہوا ہے) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشتا ہے' وہ بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے (پس اگر اللہ کی بخشش چاہتے ہو تو توبہ کرلو) اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف' اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرلو قبل اس کے کہ (کفر وشرک کی پاداش میں) تم پر عذاب آجائے اور پھر کسی طرف سے تم کو کوئی مدد نہ مل سکے' اور (بغاوت ومعصیت کی زندگی چھوڑ کے) پیروی اختیار کرلو اس بہترین شریعت کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے اتاری گئی ہے' قبل اس کے کہ اچانک تم پر خدا کا عذاب آپڑے اور تمہیں اس کا خیال بھی نہ ہو۔" (سورۂ زمر:۵۳تا۵۵)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"ہر انسان خطا کار اور گناہ گار ہے' مگر بہترین خطا کار وہ ہے جو اللہ سے توبہ اور اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔"

گناہوں کی تلافی کا کیا طریقہ ہے؟

توبہ کی یہ صفت انسان کو کامیابی کے بلند مدارج تک پہنچاتی ہے' اسی سے دل کا سیاہ دھبہ دور ہو سکتا ہے' توبہ ہی سے بڑے بڑے گناہگار اور مایوس لوگ منزل مراد سے ہمکنار ہوتے ہیں' کتنے ہی بڑے بڑے گناہگاروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض حال کیا تو آپؐ نے ان کی مایوسی دور کرکے انہیں حوصلہ بخشا اور انہیں خوشخبری دی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے اتنے اور ایسے گناہ اپنی زندگی میں کئے ہیں کہ اگر ان گناہوں کو دنیا کے تمام انسانوں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب جہنم میں چلے جائیں' اے اللہ کے رسولؐ! کیا ان گناہوں کی تلافی کا کوئی طریقہ ہے؟ آپؐ نے اس کو اپنا ایمان تازہ کرنے اور اللہ کی طرف رجوع ہونے کی تلقین فرمائی' تو اس شخص کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

حدیث شریف میں ایسے کتنے ہی واقعات ہیں کہ گناہوں سے بجھے ہوئے دل روشن چراغ بن گئے' اور انہیں دنیا کے انسانوں کو صحیح راہ دکھانے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ:

''جس طرح پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے' اسی طرح (گناہ سرزد ہونے سے) دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اس زنگ کو دور کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔''

انسان کے اعمال بد کی سیاہی:

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے' پھر اگر وہ اس گناہ سے باز آجاتا ہے اور معافی مانگ لیتا ہے تو یہ سیاہ دھبہ مٹا دیا جاتا ہے لیکن اگر وہ اس گناہ کا اعادہ کرتا ہے تو سیاہ دھبہ میں اضافہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے' بس یہی وہ ''رین'' کی کیفیت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا کہ: کلا بل ران علی قلوبھم ماکانوا یکسبون۔''

انسان کے کردار کو بنانے اور بگاڑنے میں اس کے دل کا بڑا اہم رول ہوتا ہے' اگر دل پاک وصاف اور خوف الٰہی سے معمور ہے تو کردار بھلائیوں کا علمبردار بنتا ہے اور اگر دل خوف الٰہی سے خالی اور تقویٰ و پرہیزگاری سے عاری ہو تو کردار داغدار ہو جاتا ہے' معلوم ہوا کہ دل انسان کا کردار بنانے اور بگاڑنے میں بڑا موثر کردار ادا کرتا ہے۔

ارشاد نبوی کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو سب سے پہلے اس گناہ کا اثر اس کے دل پر پڑتا ہے جو سیاہ دھبہ کی شکل میں نمایاں ہوتا ہے' یہ گویا کردار کے زنگ آلود ہونے کی ابتدائی علامت ہے' اگر ابتدائی مرحلہ ہی میں انسان اپنی اخلاقی بیماری پر آگاہ و متنبہ ہو کر گناہ اور معصیت کو چھوڑ کر توبہ و استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس سیاہ دھبہ کو زائل فرما دیتا ہے' لیکن اگر اس نے اس کی فکر نہ کی اور توبہ و استغفار کا دامن نہیں تھاما تو انسان گناہوں کے سمندر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اور اس کا اس سے نکلنا بہت دشوار ہو جاتا ہے' دراصل جو دل خوف الٰہی سے معمور ہوتا ہے وہ انسان کے لئے دنیا و آخرت میں فلاح و نجات کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

دل پر یہ سیاہ دھبہ دراصل انسان کے اعمال کی سیاہی ہے' اور اسی کیفیت کا نام قرآن کریم کی اصطلاح میں ''رین'' ہے جو مذکورہ آیت میں ''کلا بل ران علی قلوبھم'' فرمایا گیا ہے' جس کا ترجمہ ہے: ہرگز نہیں ان کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا رنگ چڑھ گیا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

''جسم انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے' اگر وہ درست رہے تو پورا جسم درست رہتا ہے لیکن اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے' لوگو! یاد رکھو کہ گوشت کا یہ لوتھڑا دل ہے۔''

توبہ و استغفار کی کثرت کیجئے:

بحیثیت مسلمان مومن بندوں کو کثرت توبہ و استغفار کے ذریعہ اپنے دلوں سے معصیت کے زنگ کو زائل کرتے رہنا چاہئے اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ اخلاق و کردار کا برابر جائزہ لیتے رہنا چاہئے' تاکہ وہ دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں کیونکہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بخشش کے لئے پھیلا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! اللہ کی طرف سب مل کر توبہ کرو' شاید کہ تم فلاح پاؤ۔''

(سورۂ نور:۳۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''جو کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے' اور اللہ سے بخشش چاہے' تو وہ اللہ کو بخشنے والا' مہربان پائے گا۔''

(سورۂ نساء:۱۱۰)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

''حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گناہ گار توبہ کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گناہگار توبہ کرلے' یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلے' یعنی قیامت کا دن آجائے۔'' (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک کہ (جانکنی کی) غرغراہٹ نہ شروع ہو۔''

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپؐ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم! میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں' اور دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغر بن یسار مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں

بھی غفلت کا اثر ہو جاتا ہے، میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مرتبہ رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم (اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور میری توبہ قبول فرمائے بلاشبہ تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے) پڑھتے ہوئے شمار کیا۔ (ابوداؤد)

توبہ کی خیر و برکت:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص استغفار کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی کو دور کر دے گا اور ہر غم سے خلاصی دے گا اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ (ابوداؤد)

حضرت بلال بن یسار بن زید نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ: جس شخص نے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ پڑھا تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے چاہے وہ جنگ سے بھاگ کر آیا ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توبہ و استغفار کی بہترین دعا:

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا، میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز و ناتواں سے ہو سکے گا، تیرے کیے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق کے وعدے پر قائم رہوں گا، تیری پناہ

باقی صفحہ ۲۵ پر

نعت رسول مقبول ﷺ

عبدالحق تمنا

تصویر مدینہ جن میں نہیں، طیبہ کو نہ جو چھونے پائی
کیا فائدہ ایسی آنکھوں کا، کس کام کی ایسی بینائی

دنیا کے جھمیلوں میں پڑ کر غفلت کے اندھیروں میں گم تھا
آقا نے کرم پھر فرمایا، پھر یاد مدینے کی آئی

ہاں ہوش و حواس و قلب و نظر سب آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں
اور آپؐ کے علم و حکمت پر حیران ہیں عقل و دانائی

سرکار دو عالمؐ کی باتیں کچھ غور کرو تو سمجھو گے
ہوتی ہیں بہت سیدھی سادی، رکھتی ہیں غضب کی گہرائی

کھو جاؤں تصور میں لے کر میں چہرۂ انورؐ اور کبھی
مجھ کو یہ تمنا ہو نہ خبر کب صبح گئی کب شام آئی

حجۃ الاسلامؒ

عبدالواحد

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مولد قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور تھا۔ آپ ۱۲۴۸ھ بمطابق ۱۸۳۲ء میں شیخ اسد علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپ کے والد اگرچہ خود عالم نہ تھے لیکن علماء کے قدردان ضرور تھے۔

حضرت مولانا مملوک علیؒ کا شمار اس وقت کے جید علماء میں ہوتا تھا' حضرت نانوتویؒ کے والد کی ان سے بہت گہری دوستی تھی۔ انہی کے توجہ دلانے پر شیخ اسد علی نے اپنے بیٹے کو دینی تعلیم دلانے کا اہتمام کیا۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ابتدائی دینی تعلیم گاؤں میں ہی حاصل کی۔ آپ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین تھے' مکتب میں اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ اول رہتے' قرآن حکیم بھی بہت جلد ختم کرلیا تھا۔ شاعری کا ذوق بچپن ہی سے تھا' اپنے کھیل کے بعض قصے نظم کرلیا کرتے تھے۔

گیارہ برس کی عمر میں مولانا مملوک علی آپ کو اپنے ساتھ دہلی لے گئے جہاں آپ نے مولانا مملوک علیؒ حضرت شاہ عبدالغنیؒ اور مولانا احمد علی سہارنپوریؒ جیسے نامور اساتذہ سے قرآن مجید' حدیث' فقہ' عربی اور منطق سمیت درس نظامی کے تمام علوم میں مہارت تامہ حاصل کی۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ آپ اینگلو عربک اسکول میں ریاضی بھی پڑھتے تھے بعد میں آپ نے حساب دانی میں بھی بڑی شہرت حاصل کی۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت کرکے ان سے اکتساب فیض کیا اور تصوف وسلوک کی منازل طے کیں' ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے مولانا نانوتویؒ کے بارے میں فرمایا:

"اللہ اپنے بعض بندوں کو لسان عطا کرتا ہے' چنانچہ حضرت شمس تبریزؒ کے لئے مولانا روم کو لسان بنایا تھا' اور مجھے مولانا محمد قاسم عطا ہوئے ہیں' جو میرے قلب میں آتا ہے وہ اسے بیان کردیتے ہیں۔"

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے والد کی معاشی حالت اچھی نہ تھی' انہوں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے شکایت کی کہ بھائی! میرا تو یہی ایک بیٹا ہے مجھے اس سے کیا کچھ امیدیں تھیں' کچھ کماتا تو ہمارا یہ افلاس دور ہوجاتا' آپ نے اس پر نہ جانے کیا کردیا ہے؟ نہ کماتا ہے اور نہ نوکری کرتا ہے' حاجی صاحب مسکرائے اور ارشاد فرمایا:

"قاسم کو وہ مرتبہ ملے گا کہ سو سو پچاس والے سب اس کی خدمت کریں گے اور ایسی شہرت ہوگی کہ ہر طرف اس کا نام پکارا جائے گا۔"

چنانچہ آپ کی مالی حالت والد محترم کی حیات ہی میں ایسی ہوگئی کہ تنگی معاش کی شکایت نہ رہی۔

انگریزوں کے ہندوستان میں قدم رکھنے کے بعد جب علماء کرام نے یہ دیکھا کہ عیسائیت کا پرچار کرنے کے لئے عیسائی شرمناک ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں تو علماء کرام نے ایک انقلابی جماعت کی بنیاد ڈالی جس کے امیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور سالار مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مقرر ہوئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ابتدا ہوئی تو یہ حضرات بھی عوام کے شانہ بشانہ جہاد حریت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ قصبہ تھانہ بھون میں حاجی امداد اللہؒ' مولانا محمد قاسم نانوتویؒ' مولانا رشید احمد گنگوہیؒ' مولانا عبدالغنیؒ' حافظ محمد ضامنؒ' شیخ محمد تھانویؒ اور ان کی جماعت کے ارکان موجود تھے۔ انہوں نے دشمن کا بھرپور مقابلہ کیا' لیکن دشمن کی مسلسل گولہ باری کے آگے مٹھی بھر مسلمانوں کی کوئی پیش نہ گئی' اور بہت سے لوگ شہید ہوگئے جن میں حافظ محمد ضامن شہیدؒ بھی شامل تھے' جو حضرات زندہ بچ گئے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے کہ یہی لوگ تھانہ بھون کے فساد اور شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والے تھے۔

اس وارنٹ گرفتاری کی وجہ سے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ روپوش ہوگئے لیکن تین دن کی روپوشی کے بعد یکدم باہر نکل آئے' لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ مزید کچھ دن روپوش رہیں کیونکہ گرفتاری کا خطرہ بدستور موجود ہے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا:

"تین دن سے زیادہ روپوش رہنا سنت نبویؐ کے خلاف ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقع پر تین ہی دن تک غار ثور میں روپوش رہے تھے' اس لئے میں سنت کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔"

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مولانا نانوتویؒ اور ان کے رفقاء کار نے اپنی خداداد بصیرت سے اندازہ لگالیا تھا کہ اگر ان نازک حالات میں مسلمانوں کی مذہبی اور دینی تربیت کا خاطر خواہ انتظام نہ کیا گیا تو سخت خطرہ ہے کہ مسلمان کہیں

عیسائیت اور دیگر فتنوں کے سیلاب میں بہہ کر اپنی عظمت رفتہ کے حصول سے غافل نہ ہو جائیں' چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے ۱۵/محرم الحرام ۱۲۸۳ھ بمطابق مئی ۱۸۶۶ء کو دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس دارالعلوم کی تعمیر میں حصہ لینے والے مزدوروں میں خود مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علاوہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حاجی عابد حسینؒ اور مولانا محمد مظہرؒ جیسے جید علماً کرام شامل تھے جو اپنے ہاتھوں سے گارا بناتے اور اینٹیں ڈھوتے رہے۔ انہی حضرات کے اخلاص کا ثمر تھا کہ دارالعلوم دیوبند نے برصغیر کی سب سے عظیم دینی درس گاہ ہونے کا شرف حاصل کیا' اور بڑے بڑے علماً کرام پیدا کئے جنہوں نے نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام کی خدمت کی۔ ان علماً کرام میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ مولانا انور شاہ کشمیریؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ مولانا حسین احمد مدنیؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مولانا مفتی محمد شفیعؒ مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مولانا مفتی محمودؒ جیسے حضرات شامل ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ایک اور اہم اور قابل ذکر دینی خدمت عیسائی پادریوں اور آریہ سماج پنڈتوں سے آپ کے مناظرے ہیں۔ عیسائی پادری اس زمانے میں غریب ہندوستانیوں میں عیسائیت کا پرچار کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر کام کر رہے تھے اور انہیں اس کام میں اپنے ہم مذہب حکمرانوں کی بھرپور سرپرستی اور مالی تعاون حاصل تھا۔ اسی طرح آریہ سماج تحریک بھی زور وشور سے جاری تھی' یہ صورت حال غریب اور ان پڑھ مسلمانوں کے لئے زبردست چیلنج تھی۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ آگے بڑھے اور اس طرح دونوں فریقوں کے حملوں کا دلائل اور براہین سے مقابلہ کیا کہ عیسائی پادریوں اسکاؤٹ' لوتس اور آریہ سماج پنڈتوں دیانند سرسوتی' اور منشی اندامن اور ان کے حواریوں کو منہ کی کھانی پڑی' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے والہانہ عشق تھا۔ آپ کی عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ سے کئی میل دور ہی سے اپنے جوتے اتار دیتے اور مدینہ طیبہ کی طرف برہنہ پا چلتے۔ آپ کے ضمیر نے یہ اجازت نہ دی کہ دیار حبیبؐ میں جوتا پہن کر چلیں' حالانکہ وہاں سخت نوکیلے اور چبھنے والے سنگریزوں اور پتھروں کی بھرمار تھی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے نظم ونثر میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مدح بیان کی ہے اس کے ایک ایک لفظ سے خلوص وعقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ ''قصیدۂ قاسمی'' کے چند اشعار قارئین کی نذر ہیں' ان اشعار کے ایک ایک مصرعے سے عشق نبویؐ جھلکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار

بالآخر علوم اسلامی کا یہ روشن مینار ۴/ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ بروز جمعرات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا' دارالعلوم دیوبند ہی اس بے نفس صوفی کی آخری آرام گاہ قرار پائی:

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے؟

☆☆.........☆☆

بقیہ توبہ واستغفار

چاہتا ہوں اپنے عمل وکردار کے شر سے میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے' اے مالک ومولا! تو مجھے معاف کر دے اور میرے گناہ بخش دے' تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔''

جس بندے نے اخلاص کے ساتھ اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

دنیاوی مضرت سے حفاظت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ: ''شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) قل ھواللہ احد (سورۂ اخلاص) اور معوذتین (سورۂ ناس' سورۂ فلق) تین بار پڑھ لیا کرو' ہر چیز کے لئے تمہارے لئے یہ کافی ہوگی۔'' (ابوداؤد وترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین دفعہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اس کو کوئی مضرت نہیں پہنچے گی اور کسی حادثے سے دوچار نہیں ہوگا: بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم' اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔'' (ترمذی)

اللہ رب العالمین ہمیں ہر قسم کے منکرات و فواحش شرور وفتن اور معاصی وگناہوں سے بچنے اور کثرت سے توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے اعمال صالحہ اختیار کرنے کی سعادت عطا فرمائے جو دنیا وآخرت میں فلاح ونجات کا سبب بن سکیں۔

ذکر حسنین رضی اللہ عنہما

دوش نبیؐ کے شاہسواروں کی بات کر
کون و مکاں کے راج دلاروں کی بات کر
جن کے لئے ہیں کوثر و تسنیم موجزن
ان تشنہ کام بادہ گساروں کی بات کر
خلد بریں ہے جن کے تقدس کی سیر گاہ
ان خوں میں غرق غرق نگاروں کی بات کر
کلیوں پہ کیا گزر گئی پھولوں کو کیا ہوا
گلزار فاطمہؓ کی بہاروں کی بات کر
جن کے نفس نفس میں تھے قرآں کھلے ہوئے
ان کربلا کے سینہ نگاروں کی بات کر
شمر لعیں کا ذکر نہ کر میرے سامنے
شیر خدا کے مرگ شعاروں کی بات کر

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

کربلا کے بعد

اونچا ہوا حسینؓ کا سر کربلا کے بعد
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
پاس حرمؑ، لحاظ نبوتؐ بقائے دیں
کیا کچھ تھا اس کے پیش نظر کربلا کے بعد
اے رہ نورد شوق شہادت ترے نثار
طے ہوگیا ہے تیرا سفر کربلا کے بعد
آباد ہوگیا حرم رب رسول کا
ویراں ہوا بتولؓ کا گھر کربلا کے بعد
ٹوٹا یزیدیت کی شب تار کا فسوں
آئی حسینیت کی سحر کربلا کے بعد
قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
اک وہ بھی تھے کہ جان سے ہنس کر گزر گئے
اک ہم بھی ہیں کہ چشم ہے تر کربلا کے بعد

نذرِ عقیدت

حمید صدیقی لکھنوی

صبا میری نذرِ عقیدت لئے جا — سلام و پیام محبت لئے جا
گہر ہائے چشم بصیرت لئے جا — یہ جتنے ہیں اشک ندامت لئے جا
نگاہوں کا جوشِ لطافت لئے جا — مرے دردِ دل کی امانت لئے جا
میری آرزوئیں، میری التجائیں — بدر گاہِ ختم رسالت لئے جا
بچھانا مدینے کی اک اک گلی میں — یہ گلہائے داغِ محبت لئے جا
سروکار کیا اس سے قلبِ حزیں کو — یہ جو کچھ ہے سامانِ راحت لئے جا
سکوں آبِ زمزم کے چھینٹوں سے ہوگا — مرے سوزِ دل کی حرارت لئے جا
ارادہ اگر ہے طوافِ حرم کا — مرے اشک بھی ابرِ رحمت لئے جا
طلب کی بشارت مجھے آ کے دینا — مرا ذوق و شوقِ زیارت لئے جا
مدینہ کی صبحِ تجلی کا صدقہ — سوادِ غمِ شامِ فرقت لئے جا
مرے دیدہ و دل کا اللہ مالک — مرے دیدہ و دل کی حسرت لئے جا
میں کیا قبۂ نور کے بعد دیکھوں — مری چشمِ نم کی بصارت لئے جا

حمیدِ حزیں کی طرف سے خدارا
پئے نذرِ نظمِ ارادت لئے جا

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخر زماں، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے